تبصرة المتقین فی تخطئة المبتدعین

30/3/2013

جس کتاب پر دستخط قلمی مؤلف نہوں وہ مسروقہ تصور ہوگی

فاعترفوا بذنبهم فسحقا لاصحاب السعیر

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب مشتمل بر حقیت مذہب ائمہ معصومین

موسوم بہ

تبصرۃ المتقین

فی

تخطیۃ المبتدعین

مرتبہ خاکسار سید احمد شاہ موسوی المشہدی

راولپنڈی پریس شہر راولپنڈی میں طبع ہو کر شائع ہوئی

قیمت فی جلد علعہ/

جملہ فرمائشات بنام
سید شمشاد علی و سید امداد علی تاجران کتب
چوک سبزی منڈی لکھنؤ ہونی چاہیے

ولہ الحمد

گو چھوٹے مُنہ سے بڑی بات بُری معلوم

ہوتی ہے۔ تاہم میں اپنے خلوص قلبی کے باعث

اس کتاب کو سیادت پناہ نجابت دستگاہ محب

ولائیت پناہ۔ بیت

مظہر لطفِ ازل روشنی چشم امل

جامع علم و عمل شاہ شجاع

یعنی عالیجناب معلی القاب صوبیدار سید نجابت علی شاہ

مدظلہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرتا ہوں ؛

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(خاکسار سید احمد شاہ مؤلف عفی عنہ)

[illegible]

صاحب زمیندار ساکن حال سٹیشن ٹریکو نواب شاہ ضلع سندھ حیدر آباد کے پاس موجود ہے جبکا ارادہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین ولا الٰہ الا اللہ احسن الخالقین وصلی اللہ علی محمد خاتم النبیین و اہل بیتہ الطیبین الطاہرین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط

وبعد

سید احمد موسوی تلمیذ مجتہد العصر سید نجم الحسن مدظلہ لکھنوی روشنی الطبعیتوں کی خدمت میں ملتمس ہے۔ کہ ہیچمدان اگرچہ خاندان رسولؐ و اولاد بتولؑ کی پیروی کا مدعی ہے۔ لیکن بقول سعدیؒ مصرعہ

کیں مدعیاں در طلبش بے خبرانند

اصل اصول پیروی و اتباع سے بے خبر کیونکہ فی الحقیقت حضرات معصومین علیہم السلام کی ذات بابرکات کے تعارف پر اتباع معلق ہے - اور تعارف ذات معصومین فضل ایزدی کے علاوہ علمیت تام پر ملتوی ہے۔ اور اُس کو (علمیت تام) ورع و تقوے کے سوا مشکل بلکہ محال الوجود کہنا بجا ہے۔ اس لئے سائیں کو عقلمندوں نے اندھے سے مشابہت دی ہے۔ المختصر فی زماننا مذہبی مباحثات کا عموماً اور شیعہ و سُنی کے مباحثوں کا خصوصاً زور و شور ہے۔ چنانچہ حال فی الحال شہر راول پنڈی میں ایک

[illegible]

ص اس کے دعووں کا اُس سے ثبوت طلب کرے - مؤلف رسالہ ہذا کی طرف سے اس کتاب میں کوئی لفظ

پرچہ چوورقہ شایع ہوا۔ جس میں شیعہ اثنا عشریہ کو اس کے مؤلف نے نہایت ہی درجہ کی بے تہذیبی سے یاد فرمایا ہے جتنی کہ راولپنڈی شہر اور علاقہ راولپنڈی کے دیہات میں ہر ایک دوکان و ہر ایک گھر میں ہر ایک شخص خون ریز و جوشیلے خیالات سے شیعوں کو دیکھتا ہے۔ الّا ماشاء اللہ اسی اثناء میں محرر السطور کو گجرات پنجاب کا سفر پیش ہوا چنانچہ ریل پر بھی اسی چوورقہ کا تذکرہ شروع تھا۔ دو شخص باہم نہایت سرگرمی کے ساتھ گفتگو میں مستغرق تھے۔ فریقین میں سے ایک شخص نے بعد استفسار اپنا اسم شریف غلام جیلانی اور دوسرے نے غلام حیدر ظاہر فرمایا۔ اور ان دونوں میں اس طرح پر بحث شروع ہوئی۔ غلام جیلانی تم اہل شیعہ علی مرتضیٰ کو وصی قرار دیتے ہو۔ حال آنکہ ابن ماجہ جلد اوّل مطبوعہ مطبع فاروقی دھلی کے صفحہ ۱۱۸ سطر ۱ باب ماجاء فی ذکر مرض رسول میں اس طرح پر لکھا ہوا ہے عن ابراہیم عن الاسود قال ذکروا عند عائشۃ ان علیًا کان وصیًا فقالت متی اوصی الیہ فلقد کنت مسندتہ الی صدری او الی حجری فدعا بطست فلقد انخنث فی حجری فمات وما شعرت بہ فمتی اوصی صلے اللہ علیہ وسلّم ترجمہ:- اسود بیان کرتا ہے۔ کہ عائشہ رضی سے لوگوں نے دریافت کیا کہ علیؑ مرتضیٰ وصی رسول تھے۔ یا نہیں۔ کہا عائشہ رضی نے کہ مرض الموت میں رسولِ خدا کا سر میری گود میں تھا۔ میری ہی گود میں آپ جھک گئے۔ یعنے فوت ہوئے۔ اور میں نہ سمجھی + پس کس وقت وصیت کی رسولِ خدا نے + غلام حیدر میں امید کرتا ہوں کہ آپ باقی کتب صحاح سے بھی واقف ہوں گے۔ کیا ابوداؤد مطبوعہ مطبع مجتبائی جلد دوم کے صفحہ ۳۰ سطر ۲ باب الاضحیۃ عن المیتہ کتاب الضحایا اور ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ سطر ۳ باب فی الاضحیۃ بکبشین

ابواب الاضاحی میں یہ حدیث آپ نے ملاحظہ نہیں فرمائی - عن حنش قال
رأیت علیا یضحی بکبشین فقلت ماھذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ ترجمہ :- علیؓ مرتضیٰ نے دو
مینڈھے قربانی دیئے - راوی نے دریافت کیا یہ کیا - پس فرمایا علیؓ مرتضیٰ نے
رسول خدا نے مجھے اس امر میں وصیت فرمائی ہے - کہ میری طرف سے ہمیشہ
قربانی دیا کرنا - پس میں نے ان کی طرف سے قربانی کی ہے + اگر علی مرتضیٰؓ حق
رسول نہ ہوتے تو علیؓ مرتضیٰ کیوں ان کی طرف سے قربانی دیتے -

احادیث مشتمل بر اوصاف رسول خدا از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر ۱

غلام حیدر - جناب من میں آپ کو حق پرست سمجھ کر ملتمس ہوں - کہ اگر کتب
صحاح ستہ سے آپ متمسک ہو کر علیؓ مرتضیٰ کے حقوق گم کریں - تو صرف
علیؓ مرتضیٰ کے حق گم نہ ہوں گے - بلکہ ساتھ ہی پیغمبر خدا کی پیغمبری و خلق عظیم
پر بدنما دھبہ لگ جائیگا - مشتے نمونہ از خروار عرض کرتا ہوں - دیکھو ابن ماجہ
مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی جلد اول صفحہ ۲۶ سطر ۲۶ باب البول قائما اور نسائی
مطبوعہ مطبع نظامی جلد اول صفحہ ۶ سطر ۱۸ باب الرخصۃ فی البول فی الصحرا
قائما - اور بخاری مطبوعہ مطبع استاد المطبعین افضل المعاصرین الراجی الی
غفر ربہ الشکور عبد الغفور المشہور بادو میاں ابن محمدؐ عبد اللہ دہلی وقد
طبع ھذا صحیح البخاری فی ۱۲۷۲ ہجری کے صفحہ ۲۸ سطر ۲۸ باب البول قائما
و قاعدا جزو اول اور ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد اول صفحہ ۴ سطر ۵
باب جا فی البول قائما ابواب الطہارۃ اور ابوداود مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

جلد اول صفحہ ۵ سطر ۱۱ باب البول قائما ابواب الطہارۃ اور مسلم جلد اول مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صفحہ ۱۳۳ سطر ۴ کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین میں یہ حدیث رسول خدا کے خلق عظیم پر مخالفین اسلام کو انگشت نمائی کی جرأت دلا رہی ہے۔ عن حذیفۃ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانتہی الی سباطۃ قوم فبال قائما ترجمہ:۔ راوی حضرت کے ساتھ تھا۔ کہ آپ ایک مزابلہ قوم پر پہنچے۔ اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ انتہی۔ کیا انک لعلی خلق عظیم کا یہی اثر تھا۔ کہ حضرت رسول خدا قوم نصاریٰ کی پیروی کریں۔ حالانکہ آپ اخلاق و ادیان نصاریٰ کی تنسیخ کے لئے مامور ہوئے اور جابجا خالفوا الیہود و النصاریٰ اور من تشبہ بقوم فہو منہ کا وعظ فرماویں۔ اور معاذ اللہ بقول صحاح ستہ یہ حرکت (کھڑے ہوکر پیشاب کرنا) آپ سے وہ صادر ہوئی جس کو احمق سے احمق برا جانتا ہے۔ اگر تمہارے ہم خیال صحاح ستہ اور حضرت کے اس فعل کو صحیح اور سچا سمجھتے ہیں۔ تو بڑے بڑے عالم اور فاضل خود کیوں کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرتے۔ در اصل یہ حدیث حضرت عمرؓ فاروق کے شیدائیوں نے حضرت عمرؓ کی اس حرکت کے جائز کرنے کے لئے تراشی۔ کیونکہ ابن ماجہ مذکورہ کے صفحہ ۲۶ سطر ۲۹ جلد اول باب البول قاعدا میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کو رسول خدا نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا اور منع فرمایا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ بعد اس کے پھر میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ طرفہ یہ کہ خود تو حضرت کھڑے ہوکر پیشاب کریں۔ اور عمرؓ کو منع فرماویں۔ یہ انوکھی سچائی اور پیغمبری ہے +

حدیث نمبر ۲

نوٹ: ابتدا میں کتابیں جن کتب مذکورہ میں سے جو حوالہ دیا جاوے۔ اس کو انہیں مطبوعوں کا مطبوعہ سمجھنا چاہئے +

پیغمبر خدا نے بحکم خدا ہر ایک قسم کی شراب کو حرام اور نجس قرار دیا اور ترمذی جلد اول صفحہ ۳ سطر ۱۰ باب الوضوء بالنبیذ ابواب الطہارۃ اور ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۳ سطر ۹ باب الوضوء بالنبیذ ابواب الطہارۃ اور ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۳۲ سطر اول باب الوضوء بالنبیذ میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له ليلة الجن عندک طہور قال لا الا شيئ من نبيذ فی اداوۃ قال تمرۃ طیبۃ وماء طہور ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعود سے رسول خدا نے لیلۃ الجن میں دریافت کیا۔ کہ تیرے پاس کوئی چیز مطہرات میں سے ہے فرمایا عبد اللہ نے کوئی چیز نہیں۔ لیکن ایک آفتابہ میں قدرے نبیذ (جو ایک نرم قسم کا شراب ہے) فرمایا حضرت رسول خدا نے یہ پاک اور پاک کرنے والی چیز ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس حدیث پر باور کر سکتا ہے۔ کہ صحیح ہے۔ کیونکہ رسول خدا بار بار اور جا بجا شراب کی مذمت کریں۔ پھر شراب ہی کو پاک کرنے والا بتادیں تو ہم رسول خدا کی کون سی بات سچی اور کون جھوٹی تصور کریں۔ اس صورت میں رسول خدا کی معاذ اللہ الکذب الکاذبین سے بھی حالت بڑھی ہوئی ہے کیوں صاحب آپ اسی صحاح ستہ کے ذریعہ علیؑ مرتضیٰ کے حقوق گم کرتے ہو۔ جس نے رسول خدا کو بھی معاذ اللہ بے اعتباری کے درجہ پر پہنچایا ہوا ہے سنو جی دراصل یہ حدیث بھی حضرت عمرؓ فاروق کے شیدائیوں نے اس حدیث کے مقابلہ میں تراشی ہے۔ جو کہ عن عمرؓ بن الخطاب قال لما نزل تحریم الخمر قال عمرؓ اللہم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء فنزلت الآیۃ التی فی البقرۃ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الآیۃ فدعی عمرؓ فقرئت علیہ قال اللہم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء فنزلت الآیۃ التی فی النساء یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری فکان منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شراب اور پاک کرنیوالی

حقارت حرام پر دلالت

اذا اقیمت الصلوٰۃ ینادی لا تقربن الصلوٰۃ سکرانٌ فدعی عمرؓ فقرئت علیہ فقال اللّٰھم بین لنا فی الخمر بیاناً شفاءً فنزلت ہذا الآیۃ فہل انتم منتہون قال عمرؓ انتہینا ابوداود جلد دوئم صفحہ ۱۶۱ سطر ۱ باب التحریم الخمر کتاب الاشربۃ اور ترمذی جلد دوئم صفحہ ۲۴۴ سطر ۳۰ سورۃ مائدہ ابواب التفسیر اور نسائی جلد دوئم صفحہ ۱۷۱ سطر ۷ کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر۔ ترجمہ:۔ عمرؓ خطاب سے منقول ہے کہ جب نازل ہوئی حرمت شراب کہا عمرؓ نے اے اللہ بیان کر تو ہمارے لئے بیان تشفی بخش۔ پس نازل ہوئی وہ آیت جو سورہ بقر میں ہے۔ یعنے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر۔ پھر بلائے گئے عمرؓ اور پڑھی گئی ان کے سامنے یہ آیت پھر فرمایا عمر نے اے اللہ بیان کر تو ہمارے لئے بیان تشفی بخش۔ پھر نازل ہوئی وہ آیت جو سورہ نساء میں ہے۔ یعنے آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ۔ اس آیت کے نزول کے بعد رسول خدا کا مؤذن اقامت نماز بآواز بلند پکارتا تھا۔ اے لوگو نہ پڑھو تم نماز نشہ کی حالت میں پھر بلائے گئے عمرؓ اور پڑھی گئی ان کے سامنے یہ آیت۔ پھر فرمایا عمرؓ نے اے خداوند بیان کر تو ہمارے لئے بیان تشفی بخش۔ پھر نازل ہوئی یہ آیت جس کے تتمہ میں فہل انتم منتہون ہے۔ پھر فرمایا عمرؓ نے باز آئے ہم باز آئے ہم شراب پینے سے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حرمت شراب میں ۳ آیات نازل ہوئیں۔ اور عمرؓ فاروق کی تسلی نہ ہوتی تھی۔ آخر کار بمقتضائے مثل مشہور عاقل کو اشارہ الآخرہ۔ جب تسلی ہوئی۔ نیز رسول خدا کو اتنا مادہ معاذ اللہ نہیں تھا جو خود سمجھ سکتے۔ کہ لوگوں کی طبیعتوں کے موافق ابھی حکم بندش کا صادر نہیں ہوا۔ اگر حضرت کو اتنا مادہ ہوتا تو بار بار عمر فاروق کو اپنی مجلس میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دیتے۔ نیز انتہینا جو جمع متکلم کا صیغہ

اس امر پر مشعر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فاروق مع الاحباب می نوش تھے۔ نیز عوام الناس میں مشہور ہے۔ کہ حرمت خمر بمشورہ عمرؓ فاروق خدا نے نازل فرمائی۔ فرض تسلیم مقولہ ہٰذا خدائی علم بھی حضرت عمرؓ فاروق کے علم کے مقابلہ میں کمزور ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا نے اپنی سمجھ کے مطابق ایک آیت نازل فرمائی۔ اس کا پھر دوسری آیت کا حضرت عمرؓ کی رائے سے توافق نہ ہوا۔ تیسری آیت حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق ہوئی۔ نیز جبکہ خدا نے بقول عوام حرمت خمر اور باقی دو چار امور میں حضرت عمرؓ کی رائے سے کام لیا۔ تو آیت تیمم کے نزول میں حضرت عمرؓ کی رائے سے کیوں کام نہ لیا گیا۔ شاید چونکہ آیت تیمم حضرت ابوبکرؓ صدیق کے صاحبزادی کی خوشنودی کے باعث نازل ہوئی۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور کام نہ لیا۔ المختصر مطابق تقریر مندرج بالا حضرت عمرؓ فاروق کے شیدائیوں نے حدیث طہارۃ نبیذ تراشی تاکہ عوام الناس یہ خیال کریں۔ کہ اگر حضرت عمرؓ نے می نوشی سے کام لیا تو کیا ہوا۔ وہ طیب اور طاہر ہے۔

حدیث نمبر ۳

جو کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۳۲۲ سطر ۱۱ کتاب الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلے اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ وخاتمہ جزو دو از دہم میں اس طرح پر لکھی ہوئی ہے۔ عن محمد بن عمرؓ ابن حلحلۃ الدیلی حدثہ ان ابن شہاب حدثہ ان علی بن حسین حدثہ انہم حین قدموا المدینۃ من عند یزید بن معویۃ مقتل الحسین بن علی لقیہ المسور بن مخرمۃ فقال لہ ہل لک الیّ من حاجۃ تامرنی بہا فقلت لہ لا فقال لہٗ ہل انت معطی سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی اخاف ان یغلبک القوم علیہ وایم اللہ لئن اعطیتنی لا یخلص الیہم ابداً حتی تبلغ

نفسی ان علی بن ابی طالب خطب بنت ابی جہل علی فاطمة فسمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس فی ذلک علی منبرہ ہذا وانا یومئذ محتلم
ان فاطمة منی وانا اخاف ان تفتن فی دینہا ثم ذکر صہرا لہ من بنی عبد شمس
فاثنی علیہ من مصاہرتہ ایاہ فقال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفانی وانی لست
احرم حلالا ولا احل حراما ولکن واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ وبنت
عدو اللہ ابدا۔ اور یہی حدیث بتفاوت یسیر ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۴۵
و باب الغیرۃ میں اور مسلم جلد دوئم صفحہ ۹۰ سطر اول کتاب الفضائل باب
فضائل فاطمہ میں اور ترمذی جلد دوئم صفحہ ۲۴۸ سطر ۳۰ ابواب المناقب
باب مناقب فاطمہ میں اور ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۹ سطر ۲ کتاب النکاح
باب مایکرہ ان یجمع بینہن فی النساء میں موجود ہے۔ ابوداؤد اور بخاری میں
حدیث بمضمون واحد ہے اور باقی کتب ثلاثہ میں یہی حدیث بنہج آخر ہے
یعنے باقی کتب ثلاثہ میں الا ان یطلق ابنتی کا لفظ ہے اور بخاری وابوداؤد
میں یہ لفظ یعنے طلاق کا ذکر نہیں۔ لیکن مضمون سب احادیث کا ہمارے
مطلب کے مطابق واحد ہے۔ کیونکہ ہمارا اس حدیث میں صرف یہی مطلب
ہے کہ علی مرتضی نے دختر ابوجہل کے نکاح کا ارادہ کیا۔ سو یہ مضمون کتب
صحاح خمسہ مذکورہ میں موجود ہے۔

رسول خدا کا حلال ہوئے خدا کو حرام کرنا

المختصر:۔ اس حدیث کو اس سرخی میں مبرا داخل کرنیکا یہ مطلب ہے
کہ رسول خدا نے جب مطابق روایت بخاری و ابوداؤد علی مرتضی کے
ابوجہل کی دختر کے ساتھ نکاح کرنے کا حال سنا۔ تو آپ نے بالاعلان
کہا کہ میں نہ حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں۔ لیکن قسم ہے مجھ
خدا کی کہ بنت رسول (دختر رسول خدا) وبنت عدو اللہ (دختر ابوجہل)

ایک شخص کے نکاح میں کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اور مطابق روائیت ترمذی و ابن ماجہ و مسلم رسولِ خدا نے ممبر پر اعلان فرمایا۔ کہ بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں۔ کہ نکاح میں دیں علیؑ مرتضیٰ کی اپنی دختر۔ پس نہیں اجازت دیتا میں جب تک کہ طلاق دیدے علیؑ مرتضیٰ میری دختر کو اور ان کی دختر سے نکاح کرے انتہیٰ۔ مضمون الحدیث غلام حیدر۔ مطابق ہدایات قرآن مجید ہر ایک شخص کو ایک بی بی سے چار بیبیوں تک کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے۔ نیز قرآن ہی مومن کو مشرکتہ کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع ہے۔ نیز قرآن ہی میں وارد ہوا ہے کہ لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنی کسی کے عوض میں کوئی نہیں ماخوذ ہو سکتا۔ اگر باپ مجرم یا معیب ہے تو اسی کو جزا یا سزا ملے گی۔ اس کے عوض میں اولاد کو خدا مواخذہ نہیں کر سکتا۔ پس ان قوانین ممہدہ کو ملحوظ خاطر رکھو۔ اور تقریر مندرجہ ذیل غور سے پڑھو۔ علیؓ مرتضیٰ نے ابو جہل کی دختر کی ساتھ نکاح کا ارادہ کیا۔ اور رسولِ خدا بہت ناراض ہوئے۔ کیا کوئی مسلمان باور کر سکتا ہے۔ کہ حلال ہئے خدا کو حلال سمجھنے میں رسولِ خدا ناراض ہوویں۔ اور سابقاً عرض کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص کے لئے چار عورتوں کی اجازت ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ارادہ ظاہر کرنے سے رسولؐ خدا بہت جھنجھلائے۔ حتیٰ کہ اپنی دختر کی طلاق کے خواستگار ہوئے۔ اور یہ فرمایا کہ بنت عدو اللہ اور بنت رسول اللہ ایک شخص کے نکاح میں کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ دختر ابو جہل مسلمان تھی۔ یا کافرہ۔ در صورت اول گو اسکا باپ کافر ہی تھا۔ لیکن مطابق قول آلہی لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ رسول خدا کو اس فقرہ کے کہنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ کہ بنت رسول و بنتِ ابو جہل

ایک شخص کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ دو صورت دوئم علیؓ مرتضیٰ کو اس کے نکاح کرنے سے شارع مانع تھا۔ پھر اگر انہوں نے ارادہ کیا تو وہ معاذ اللہ مجرم کبیرہ گناہ کے قرار پاتے ہیں جن کو تم ولی اللہ واورع الناس قرار دیتے ہو۔ حاصل مطلب اس حدیث کے لکھنے سے یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جاوے۔ تو رسولِ خدا کی پیغمبری اور سچائی میں رخنۂ عظیم واقعہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان نے خدا کے حلالوں میں سے ایک چیز کو حلال سمجھکر کھانے کا ارادہ کیا۔ تو رسولؐ خدا نے اس کی ممانعت پر فرمایا کہ میری لڑکی کو طلاق دیدے جب ابوجہل کی دختر کے ساتھ نکاح کرے۔ یہ وہ فقرہ ہے۔ جسکو کوئی نام کا مہذب اپنی زبان سے تلفظ کرنا تو بجائے خود تلفظ کا ارادہ بھی نہیں کر سکتا۔ اور رسول خدا معاذ اللہ مطابق حدیث مذکور خدا کے ساتھ لڑنے پر مستعد ہوئے۔ گویا ان کا یہ مطلب تھا کہ گو خدا نے اس امر کو جائز کیا ہے۔ لیکن میں اس کو وقوع میں نہ آنے دونگا جب تک علیؓ مرتضیٰ میری دختر کو طلاق نہ دے۔ مسلمانو سوچو اور غور کرو۔ کہ خدا پیغمبروں کو حلال اور حرام کی وضاحت کے لئے مبعوث کرتا ہے اور یہ رسولؐ جو سب پیغمبروں کے سردار مسلم الثبوت قرار پا چکے ہیں ایک امر حلال کو مستحل سمجھنے پر اس قدر ناراض ہو رہے ہیں کہ آپے سے نکلے جاتے ہیں۔ بہر حال دو امروں میں سے ایک امر کو ضرور قبول کرو۔ یا اس حدیث کو صحیح نہ سمجھو۔ یا رسولِ خدا کو تبلیغ احکام شرعیہ میں معاذ اللہ خائن و نفس پرست تصور کرو۔ میں بالجہر و بالاعلان کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ اور یہ حدیث حضرت عمرؓ فاروق و ابوبکرؓ صدیق کے شیدائیوں نے اُس حدیث کے مقابلہ میں تراشی ہے۔ جس کا مضمون اس طرح پر ہے

کہ رسولِ خدا نے فرمایا۔ الفاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی یعنے فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑہ ہے۔ جس نے اس کو ایذا دی۔ اس نے مجھکو ایذا دی۔ یہ حدیث صحیح اور حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس کی تکذیب تو مشکل ہے۔ اور باغ فدک غصب کرنے والوں کے لئے کانٹے بو رہی ہے۔ اس لئے غاصب الفدک پرستوں نے اس حدیث کو وضع کیا۔ کہ محض غاصب الفدک نے فاطمۃ الزہراؑ کو نہیں دیا۔ بلکہ علی مرتضیٰؑ نے بھی ابو جہل کی دختر کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ان پر بھی فاطمۃ الزہراؑ و رسولِ خدا دونوں سخت ناراض ہوئے۔ لیکن بقول قائل۔ بیت

چراغے را کہ ایزد بر فروزد

ہر آنکس پف کند ریشش بسوزد

غاصب الفدک پرستوں نے علی مرتضیٰ کے لئے کنواں کھودا۔ لیکن ان کا پیغمبر بجائے علیؑ مرتضیٰ کے اس کنوئیں میں گرا۔ ماشاء اللہ چشم بد دور غاصب الفدک پرستوں کی ہٹ دھرمی سے کہ رسولِ خدا کو خائن قرار دیا اور علیؑ مرتضیٰ کو موذی الرسول والبتول کا لقب عطا فرمایا۔ اور فاطمۃ الزہرا کو معاذ اللہ جاہلۃ کاذبۃ دونوں قسموں کے صفات رذیلہ سے متصف کیا۔ اور ابوبکرؓ صدیق و عمرؓ فاروق کی ذات بابرکات پر حرف نہ آنے دیا۔ لیکن افسوس کہ یہ ان کا حیلہ اپنی ذاتی تشفی کے لئے کارگر ہوا۔ علیؑ مرتضیٰ کا کچھ بھی نہ بنا سکے۔ کیونکہ بفرض محال اگر حدیث کو صحیح بھی مان لیا جاوے۔ تو بھی علیؑ مرتضیٰ پر کسی طرح کا مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علیؑ مرتضیٰ نے ابو جہل کی دختر کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہی کیا۔ اور ارادہ پر نہ خدا ناراض ہوتا ہے نہ رسول۔ چنانچہ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۸۰ سطر ۲۰ کتاب الایمان باب بیان تجاوز

اللہ تعالےٰ عن حدیث النفس بالقلب میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔ عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عز وجل قال ان اللہ کتب الحسنات والسیات ثم بین ذالک فمن ہم بحسنۃ فلم یعملہا کتبہا اللہ عندہٗ حسنۃ کاملۃ فان ہم بہا فعملہا کتبہا اللہ عندہٗ عشر حسنات الی سبع مائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ فان ہم بسیئۃ فلم یعملہا کتبہا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ہم بہا فعملہا کتبہا اللہ سیئۃ واحدۃ۔

ترجمہ:۔ابن عباس رسول خدا سے اور رسولؐ خدا خداوند جل وعلا سے بیان فرماتے ہیں۔کہ تحقیق خداوند تعالےٰ بندوں کی نیکیاں و برائیاں لکھتا ہے پھر درمیان اس کتاب کے جو شخص ارادہ کرتا ہے نیکی کا۔ اور اس کو عمل میں نہیں لاتا۔ لکھتا ہے خدا اس کے نامۂ اعمال میں نیکی کامل۔ اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے پھر اس کو عمل میں بھی لاوے۔ لکھتا ہے خدا اس کے لئے دس نیکیوں سے سات سو حصہ تک بلکہ اس کا بھی ڈبل حصہ اگر ارادہ کیا کسی نے بُرے کام کا اور نہ عمل میں لایا اس کو لکھتا ہے خدا اس کے لئے نیکی کامل۔ اگر بُرے کام کا ارادہ کرکے اس کو عمل میں بھی لاوے۔ تو لکھتا ہے۔خدا اس کے نامۂ اعمال میں بُرائی کامل انتہیٰ ترجمہ الحدیث۔ بہرحال علی مرتضیٰ کے لئے اس صورت میں بھی خدا کی طرف سے نیکی کامل کا وعدہ ہے۔ پس جس امر کے لئے خدا کی طرف سے نیکی کامل کا وعدہ ہو اس پر رسولؐ خدا ناراض ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ غایت ما فی الباب علیؑ مرتضیٰ و یوسف علی نبینا وعلیہ السلام ولقد ہمت بہ وہم بہا کے معاملہ میں مساوی قرار پاویں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور ہم نے کتاب تقویۃ المومنین میں آیۃ مرج البحرین یلتقیان کے ذیل میں اس

بحث کے متعلق خاطر پسند تقریر لکھی ہے۔ جس کی طبیعت چاہے وہاں دیکھ لے +

حدیث نمبر ۴

مشہور بحدیث ذوالیدین بخاری صفحہ ۵۲ سطر ۱۹ کتاب الصلوٰۃ باب لتشبیک الاصابع فی المسجد جزو دوئم میں اور ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۶ سطر ۱۶ باب فیمن سلم فی ثنتین او ثلث ساہیا اور نسائی صفحہ ۱۹۸ سطر ۲ کتاب السہو میں اور ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۵۱ سطر ۱۸ باب السہو فی السجدتین کتاب الصلوۃ میں اس طرح پر لکھی ہوئی ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدی صلوۃ العشا قال ابن سیرین قد سماہا ابو ہریرۃ ولاکن نسیت انا قال فصلی بنا رکعتین ثم سلم فقام الی حشبۃٍ معروضۃٍ فی المسجد فاتکا علیہا کانہ غضبانٌ ووضع یدہ الیمنی علی الیسرے وشبک بین اصابعہ ووضع خدہ الایمن علی ظہر کفہ الیسرے وخرجت السرعانُ من ابواب المسجد فقالو قصرت الصلوۃ وفی القوم ابوبکرؓ وعمرؓ فہابا ہ ان یکلماہ وفی القوم رجلٌ فی یدیہ طولٌ یقال لہٗ ذوالیدین قال یارسول اللہ انسیت ام قصرت الصلوٰۃ قال لم انس ولم تقصر فقال اکما یقول ذوالیدین فقالوا نعم فتقدم فصلیّ ماترک ثم سلم ثم کبر وسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع راسہ وکبر ثم کبر وسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع راسہ وکبر ثم سلم ۔ ترجمہ ۔ ابوہریرۃ روایت کرتا ہے۔ کہ نماز پڑھائی ہمکو رسولؐ خدا نے مغرب یا عشاء کی ۔ ابن سیرین نے کہا کہ ابوہریرہ نے مغرب یا عشاء کی دونوں نمازوں میں سے ایک کی تعیین کی تھی ۔ مگر میں بھول گیا کہ ان دو نمازوں میں سے کون نماز تھی ۔ پس

رسول اللہؐ کو نماز میں حضور نہ تھا

رسولِ خدا نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر کر ایک لکڑی پر جو مسجد میں پڑی ہوئی تھی۔ کھڑے ہوئے اور اس پر تکیہ کیا۔ گویا اس حالت میں غضبناک معلوم ہوتے تھے۔ اور دہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی انگلیاں چٹخانے لگے۔ اور دہنا رخسار شریف بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھکر آرام گیر ہوئے۔ اور مقتدی پھرتی کے ساتھ مسجد کے دروازوں سے خارج ہونے لگے۔ اور گویا ہوئے۔ نماز مقصورہ تھی۔ اور مقتدیوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔ اور وہ بباعث ہیبت رسولؐ خدا امر ما بہ النزاع یعنی قصر نماز یا نسیان رسولِ خدا میں کچھ گویا نہ ہوئے۔ اور مقتدیوں میں ایک شخص تھا۔ جس کے ہاتھوں میں قدرے طوالت تھی۔ اسی وجہسے وہ ذوالیدین مشہور تھا۔ کہا اس نے یا رسولؐ اللہ کیا آپ پر نسیان طاری ہوا۔ یا نماز قصر ہو گئی۔ فرمایا رسولِ خدا نے نہ مجھے نسیان ہوا اور نہ نماز قصر تھی۔ پھر فرمایا رسولؐ خدا نے کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے ایسا ہی ہے۔ پس کہا حاضرین نے ہاں یعنے ایسا ہی ہے۔ پس پھر پیش نماز ہوئے رسولؐ خدا اور پڑھائی آپ نے وہ نماز جو ترک ہوئی تھی۔ پھر سلام پھیر کر اور تکبیر کہکر بدستور مقرر آپ نے نماز کو ختم فرمایا۔ انتہیٰ ترجمۃ الحدیث۔ غلامؐ حسینؓ حدیثؐ رسولؐ خدا کی دنائت تامہ پر دلالت کرتی ہے۔ اس واسطے کہ اس حدیث کا مدلول یہ ہے۔ کہ رسولؐ خدا عبادت پروردگار خود حضور قلب کے ساتھ ادا نہیں کرتے تھے۔ حال آنکہ خود حضرت کا فرمودہ ہے۔ لا صلوٰۃ الّا بحضور القلب اسواسطے کہ ممکن نہیں کہ جو شخص نماز کو حضور قلب کے ساتھ ادا کرے۔ پھر اسکو سہو عارض ہو۔ نہیں رسولؐ خدا کا اس موقعہ پر بلاوجہ غضبناک ہونا اس حدیث کے عدم صحت پر دال ہے۔ علاوہ اس کے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

کہ عمل کثیر نماز میں بحالت سہو مبطل نماز نہیں۔ حال آنکہ جمہور اہل سنت کا اس پر عمل نہیں۔ نیز رسولؐ خدا سہو در سہو میں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ سہو کرکے پھر لوگوں کی یاد دہی پر بھی اپنی حالت پر جمے رہے۔ اور فرمایا نہ قصر ہے نہ میں بھولا ہوں جو پیغمبری کے سخت برخلاف ہے۔ علاوہ اس کے قرآن میں خدا فرماتا ہے۔ سنقرئک۔ فلا تنسیٰ یعنے ہم تمکو پڑھا دیں گے اور پھر تو نہ بھولیگا اس حدیث کی صحت میں مخل ہے۔ نیز حضرت عمرؓ فاروق نے صلح حدیبیہ کے دن رسولؐ خدا کی ہیبت کو بالائے طاق رکھکر جی بھر کر جھگڑا کیا اور اس موقعہ پر خاموش رہے۔ اور ہیبت کا عذر بنایا یہ امر میرے دل میں کھٹکتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کو رسولؐ خدا کی اس غلطی کا علم ہی نہ تھا۔ خیر مضی ما مضی جب رسول اللہ کی اس قسم کی بے حضوری آپ کے مرتبہ میں مخل نہیں سمجھی جاتی۔ تو علیؓ مرتضیٰ کی خاتم بخشی کی فضیلت اس قسم کی رکیک عذروں سے کیوں مٹائی جاتی ہے +

حدیث نمبر ۵

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسًا فسمعنا لغطًا و صوت صبیانٍ فقام رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیۃ تزفن والصبیان حولہا فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فجئت فوضعت خدی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر الیہا ما بین المنکب الی راسہ فقال لی اما شبعت اما شبعت قال فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمرؓ قالت فارفض الناس عنہا قالت فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر قالت ترجمہ ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۹۴ سطر ۲۰ باب مناقب عمر بن فاروق ابواب المناقب۔ ترجمہ۔ رسولؐ خدا

رسول اللہ کا بازاری کوناپ تکنا

نے اپنی موجودگی میں بی بی عائشہؓ کو ایک حبشیہ عورت کا ناچ دکھلایا۔ اور
اس وقت عائشہ کو اپنی آڑ میں کھڑا کر کے غیر محرموں کے جلوے سے محفوظ
فرمایا۔ اسی حالت میں عمرؓ فاروق رونق افروز ہوئے۔ حبشیہ اور تماش بین بھاگ
گئے۔ تو رسولؐ خدا نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ عمرؓ سے شیاطین جن و انس
بھاگتے ہیں انتہیٰ ترجمۃ الحدیث اقول پہلے رسولؐ خدا کی حالت جو اس حدیث
سے معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو کہ آپ نے ناچ دیکھا کہ جس کی حرمت کے لئے آپ
مبعوث ہوئے۔ دویم اپنی پیاری بی بی کو غیر محرموں کے جلوے سے محفوظ فرمایا۔
جس کو کوئی نامرد قبول نہیں کرتا حالانکہ کتب صحاح و تفسیر سے ثابت ہوتا
ہے۔ کہ رسولؐ خدا کا ایک نابینا صحابی آپ کے دولت خانہ میں حاضر ہونے
کے لئے اجازت کا خواستگار ہوا۔ اور آپ نے اپنی بی بیوں کو پردہ کا حکم دیا۔
عورتوں نے فرمایا یا رسولؐ اللہ وہ تو اندھا ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ تو اندھا
ہے۔ لیکن تم تو اسکو دیکھ سکتی ہو۔ اب منصف رسولؐ خدا کی اس حالت کا اندازہ
کریں کہ یا تو وہ حالت اور یا معاذ اللہ یہ بیغیرتی کہ نامحرموں کے جلوے میں اپنی
بی بی کو محظوظ کریں۔ نیز رسولؐ خدا جو شیاطین الجن والانس کی مخالفت و معاندت
کے لئے مبعوث ہوئے ان سے تو شیطان نہ بھاگیں اور عمرؓ فاروق جن سے بارہا
تبقاضائے بشریت موٹی موٹی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ ان سے شیاطین الجن
والانس بھاگیں ؏ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا
گویا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا درجہ رسولؐ خدا سے بدرجہا
زیادہ ہے۔ اب میں عمرؓ فاروق کے دوستوں سے مستفسر ہوں۔ کہ علیؑ مرتضیٰ
کو بحکم ایزدی بمفاد آیت مباہلہ اگر امت کا بعض حصہ رسولؐ خدا سے مساوی سمجھتا
ہے تو اس پر کس قدر چون و چرا و سینہ زوریاں سے کام لیا جاتا ہے اور یہاں حضرت

عمرؓ فاروق کو رسولِ خدا سے بدرجہا برتر بنایا جاتا ہے۔ آیا اللہ اف اسی کا نام ہے
نیز جبکہ عائشہؓ کو رسولِ خدا ناچ دکھلا رہے تھے۔ آپ نے بار بار دریافت کیا
کہ تمہاری تماشہ سے سیری ہوئی یا نہیں تو عائشہؓ صدیقہ کہتی تھی ابھی میں سیر نہیں
ہوئی۔ غرضیکہ عائشہؓ وہیں رسولؐ خدا کو لئے ہوئے ڈٹی رہیں اور وہاں سے
ایک قدم نہ سرکیں اور آخرکار جب عمرؓ فاروق تشریف لائے تو بی بی صاحبہ نے
بھی گھر کی راہ لی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو قوم عمرؓ فاروق سے بقول حضرت کے
بھاگتی تھی۔ حضرت عائشہ بھی اسی قوم میں داخل ہے۔ اب بتاؤ کہ رسولؐ خدا
کو بے غیرت سمجھا جاوے یا اس حدیث کو جھوٹ و وضعی تصور کیا جاوے اور یہی
حدیث یعنی رسول خدا کا عائشہ صدیقہ کو ناچ دکھلانیوالی نسائی صفحہ ۲۹۶
کتاب العیدین باب اللعب فی المسجد یوم العید و نظر النساء الی ذلک میں اور
بخاری صفحہ ۶۴ سطر ۳۰ کتاب الصلوٰۃ باب اصحاب الحراب فی المسجد خرد
میں موجود ہے۔

اور محض غنا اور رقص کی نسبت نسائی صفحہ ۵۲۰ سطر ۱۲ کتاب النکاح باب اللہو
والغناء عند العرس میں یہ الفاظ موجود ہیں عامر بن سعد بیان کرتا ہے۔ کہ میرا
قرضہ بن کعب و ابو مسعود انصاری پر ایک شادی کے موقعہ پر گذر ہوا۔ اور
عورتیں گا رہی تھیں میں نے کہا تم دونوں اصحاب رسولؐ خدا اور اہل بدر سے
ہو۔ تمہاری موجودگی میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ پس انہوں نے میرے اس سوال کے
جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تیرا دل چاہے تو بیٹھ اور سن ورنہ رخصت ہو جا۔
ہم کو اس موقعہ پر اس امر کی اجازت ہے۔ انتہیٰ ما حصل مضمون الحدیث اور جواز
غنا کی بابت ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۳۸ سطر ۲ باب الغناء و الدف اور صحیح مسلم
جلد اول صفحہ ۲۹۱ سطر ۶ کتاب العیدین میں صحیح طور پر اجازت ہو چکی ہے۔

اور غالباً صوفیائے کرام انہیں احادیث کے عامل ہو کر ناچ رنگ دیکھتے ہیں۔ ولنعم ما قیل شعر اذا غنت امارد او لنساء۔ تراقصت المشائخ حیث شاؤا۔ ترقصہم من الشہوات حال۔ ۲؎ وعیۃ المنی لہم ملاء۔ اہم صوفیۃ اصحاب حال۔ مذا الحال ما فیہ صفاء۔ ترجمہ:۔ جب ناچتی ہیں عورتیں اور رو کے ناچنے لگتے ہیں۔ صوفی حالت وجد میں جیسے ان کا دل چاہے نچاتا ہے۔ ۱۱، کو حال جس کا مادہ شہوتوں ہی سے تیار ہوتا ہے۔ اور آلات منی کے ان کے منی اور شہوت سے لبریز ہوتے ہیں۔ کیا یہی صوفیائے کرام اصحاب حال و وجد ہیں۔ اور اس حالت میں صفائی نظر نہیں پڑتی۔ حدیث نمبر ششم عن ابی الزبیر المکی ان ابا الطفیل عامر بن واثلہ اخبرہ ان معاذ بن جبل اخبرہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام غزوۃ تبوک فکان یجمع الصلوٰۃ فصلے الظہر والعصر جمیعاً والمغرب والعشاء جمیعاً حتے اذا کان یوماً اخر الصلوٰۃ ثم خرج فصلے الظہر والعصر جمیعاً ثم دخل ثم خرج بعد ذلک فصلے المغرب والعشاء جمیعاً ثم قال انکم ستاتون غداً ان شاء اللہ عین تبوک وانکم لن تاتوھا حتے یضحی النہار فمن جاءھا منکم فلا یمس من مائھا شیئاً حتے آتی فجئناھا وقد سبقنا الیہا رجلان والعین مثل الشراک تبض بشیئ من ماءٍ قال فسئلہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل مسستما من مائہا شیئاً قالا نعم فسبہما النبی صلے اللہ علیہ وسلم انتہے موضع الحاجۃ من الحدیث صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۴۶ سطر ۹ کتاب الفضائل باب معجزات النبیؐ۔ ترجمہ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم رسول خدا کی معیت میں غزوہ تبوک میں تھے۔ کہ آنحضرتؐ نماز ظہر و عصر اور مغرب و

وعشاء جمع کر کے ادا فرماتے یہانتک کے ایک دن رسول خدا نے مؤخر کیا
نماز کو پھر پڑہا آپ نے نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پھر داخل ہوئے حضرت
بیت الشرف میں پھر خارج ہوئے حضرت بیت الشرف سے اور جمع
کی آنحضرت نے نماز مغرب وعشاء پھر فرمایا آپ نے تم لوگ کل انشاء
اللہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر ایک چشمہ پاؤگے - اور نہ جانا تم نے اُس پر
جب تک دن کی روشنی نہ چمکے پس اگر گیا تم میں سے کوئی اُس پر پس نہ
چھوئے وہ اُس کے پانی کو جب تک میں موجود نہ ہوں - پس آئے ہم اُس
چشمہ پر حال آنکہ ہم سے پہلے دو شخص وہاں موجود تھے - اور چشمہ مثل
تسمۂ کفش کے پانی سے سفید تہا - پھر پوچھا اُن دونوں شخصوں سے رسول
خدا نے کیا تم نے اس پانی کو ہاتھ لگایا تہے - کہا اُنہوں نے ہاں پس
گالیاں دیں اُن کو رسول خدا نے انتہے ترجمۃ الحدیث - **غلام حیدر**
خدا قرآن میں رسول خدا کی نسبت ارشاد فرماتا ہے انک لعلے خلق عظیم
اور مطابق اس حدیث کے رسول خدا دشنام دہ قرار پاتے ہیں جو اعلیٰ
درجہ کی بدخلقی میں محسوب ہے - نیز خدا فرماتا ہے - ولا تسبوا الذین
یدعون من دون اللہ الی آخرہ یعنے گالیاں نہ دو تم کافروں
کو بھی کیونکہ وہ عداوت سے خدا کو گالیاں دیں گے اب دیکھو اور غور کرو
کہ جس پیغمبر پہ قرآن نازل ہوا وہ لوگوں کو ولا تسبوا الذین یدعون
من دون اللہ الی آخرہ کا سبق دے رہا ہے - اور خود اپنے ہمراہیوں
کو جی بھر کر گالیاں دیتا ہے - یہہ ہو بہو خود درافضیت دیگر رافضیت و الا جوابہ
صادق آرہا ہے کیا معاذ اللہ ایسے بے ثبات پیغمبروں پر کوئی اعتبار کر سکتا
ہے - اب بتاؤ ہم رسول خدا کو بدخلق و دشنام دہ قرار دیں یا اس حدیث کو

جھوٹا وضعی تصور کریں - نیز اہل شیعہ پر ہمیشہ ہر تحریر و تقریر میں یہی الزام لگایا جاتا ہے - کہ وہ دشنام دہ ہیں - کیا اگر شیعوں نے یا الفرض حدیث صحیح مسلم سے کام لے کر رسول خدا کی محبت میں دشنام ہی کے رسم میں اپنا سر جھکایا تو کیا ناجائز کیا -

حدیث نمبر ہفتم - عن ابن عباس قال خشیت سودۃ ان یطلقها النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالت لا تطلقنی و امسکنی و اجعل یومی لعائشۃ ففعل فنزلت فلا جناح علیهما ان یصلحا بینهما صلحاً و الصلح خیر ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۴۵ سطر ۲۴ سورۃ نساء ابواب التفسیر مترجمہ سودہ زوجہ رسول خدا کو ڈر پیدا ہوا - کہ مجھے رسول خدا طلاق دیدیں گے پس کہا سودہ نے رسول خدا کو آپ مجھکو طلاق نہ دیں - اور مجھکو رکھیں اور میری نوبت شب باشی میں آپ عائشہ کے ساتھ محظوظ ہو لیں پھر رسول خدا نے ایسا ہی کیا - اور اُس پر یہ آیت جو حدیث کے ترجمہ میں لکھی گئی ہے نازل ہوئی - غلام حیدر - رسول خدا نے کس جرم کے باعث بی بی سودہ کے طلاق کا ارادہ کیا - اگر وہ جرم قابل طلاق دینے کے تھا - تو رسول خدا نے پھر سودہ کو کیوں طلاق نہ دیا - اگر طلاق دینے کے قابل وہ جرم نہیں تھا - تو رسول خدا نے اُس امر کے ارتکاب کا ارادہ کیا جو خدا کے نزدیک بہت بُرا ہے - کیونکہ طلاق عند اللہ و عند الرسول بہت بُری چیز ہے کما ثبت فی موضعہ اور پھر جب تک سودہ رسول خدا کے نکاح میں تھی اپنی نوبت کی وہ خود حقدار تھی - پھر عائشہ صدیقہ کو اس کی نوبت میں کیا دخل تھا - پھر حال رسول خدا نے اُسکی کے طور پر سودہ کو دھمکایا تاکہ وہ اپنی نوبت عائشہ صدیقہ کو بخش کر دے - اور آخر کار

الٰہی ہوا مختصر مطلب یہ ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ کے ہاتھ میں رسول خدا
کی تکمیل تھی۔ اگر وہ چاہتی تو حرام کا مرتکب رسول خدا کو بنا دیتی۔ اور اگر چاہتی
تو آپ کو ظالم بنا دیتی۔ جیسے حدیث ہٰذا سے ثابت ہے۔ اور خدا نے بھی
عائشہ صدیقہ کی خوشی کی خاطر اس ناجائز امر پہ قرآن کو گویا فرمایا۔

تنبیہ

کتب صحاح ستہ میں رسول خدا بلکہ اکثر اولو العزم پیغمبروں کے اخلاق
پر بیجا و ناشروع دست اندازیوں سے کام لیا گیا ہے۔ کہ اگر خود خداوند عالم
خاتم المرسلین کے دین کا حامی و ناصر نہ ہوتا تو کتب صحاح ستہ سے
بڑھ کر ادیان باطلہ کا کوئی معاون و مددگار دنیا میں نظر نہ پڑتا۔ ترمذی جلد
دویم صفحہ ۱۴۳ سطر ۹ سورۂ انبیا ابواب التفسیر میں ابراہیم علی نبینا
و علیہ السلام کے شان میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکذب ابراہیم علیہ السلام فی شیء قط
الا فی ثلاث قولہ انی سقیم ولم یکن سقیما وقولہ لسارۃ اختی وقولہ بل
فعلہ کبیرھم ہذا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیم
علیہ السلام نے تین مقام کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پہلا تو یہ مقولہ
ابراہیم کا میں بیمار ہوں اور حالانکہ نہیں تھے وہ بیمار۔ دوسرا جھوٹ۔ مقولہ
ابراہیم کا سارہ اپنی زوجہ کو بہن کہنا۔ تیسرا جھوٹ۔ مقولہ ابراہیم کا
کہ اس کام کو بڑے بت نے کیا ہے۔ انتہیٰ ترجمۃ الحدیث غلام حیدر

ابراہیم کو خداوند تعالےٰ قرآن مجید میں صدیق (بہت سچا) کے لفظ سے یاد فرماتا ہے - اور رسول خدا ابراہیم کو جھوٹا کے لفظ سے یاد فرمارہے ہیں - اب ہم خدا کو سچا سمجھیں یا رسول خدا کو - المختصر پیغمبر تو بجائے خود کتب صحاح میں خود خداوند عالم کی نسبت منقول ہے - کہ خداوند عالم اپنی لات دوزخ میں داخل فرماویگا یعنی خداوند تعالےٰ بھی دوزخی ہے - اس بنا پر اعمال کا سلسلہ بالکل لاحاصل و بیفایدہ ہو جاوے گا - کیونکہ اعمال حسنہ کے ذریعہ مکلف دوزخ سے بچنے کا متوقع رہتا ہے - پس اگر خدا دوزخ میں داخل ہوا تو مکلفین نے اعمال حسنہ کے ذریعہ بہشت حاصل کر کے خدا کی معیت سے علیحدگی حاصل کی اور بداعمال اپنی بداعمالیوں کے باعث دوزخ میں داخل ہو کر خدا کی معیت میں قرار پذیر ہوئے - تو ہر ایک عقلمند ذکی الطبع بہشت میں داخل ہونے سے دخول دوزخ کو ترجیح دے گا - اس صورت میں شریعت کا دفتر گلیتہً جلا دینے کے لائق سمجھا جاوے گا - فافہم ولاتکن من الغافلین - چنانچہ بخاری صفحہ ۵۵۵ سطر دویم کتاب التفسیر سورۂ ق، باب قولہ ہل من مزید جزو بیستم اور مسلم جلد دویم صفحہ ۳۸۲ سطر ۶ کتاب الجنتہ باب جہنم اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۷۰ سطر ۴ سورۃ ق ابواب التفسیر میں اس طرح پر روایت موجود ہے - عن قتادۃ حدثنا انس بن مالک ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تزال جہنم تقول ھل من مزید حتے یضع فیہا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط وعزتک ویزوی بعضہا الی بعض - ترجمہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں - کہ رسول خدا نے فرمایا ہمیشہ جہنم کہیگی - مجھ میں اور اینادھن زیادہ کرو - یہانتک کہ واضل فرماوے گا خداوند تعالےٰ دوزخ میں اپنا قدم - پھر کہیگی دوزخ کافی ہے مجھے کافی ہے مجھے قسم ہے تیری بزرگی کی اور حمیت، واسطے کہ ایک طرف دوزخ کا دوسری طرف دوزخ سے

احادیث مشتمل بر اوصاف اصحاب رسول خدا از کتب صحاح ستہ

کتب معتبرہ عقاید میں اصحاب کی تعریف اس طرح لکھی گئی ہے۔ الذین ادرکوا صحبۃ النبی مع الایمان یعنی اصحاب وہ لوگ ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں صحبت رسول خدا سے حصہ پایا۔ پس حاصل معنی اس تعریف کو یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ اصحاب رسول خدا وہ لوگ ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں صحبت رسول خدا سے حصہ پایا۔ اور ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ اصل اطلاق میں عموم مراد لیا جاتا ہے۔ اور وہ یہاں مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ مطلق ایمان میں کفار اہل نفاق بھی داخل ہیں۔ پس لامحالہ فرد کامل مطلق ایمان مراد لیا جاوے گا۔ اور فرد کامل مطلق ایمان وہ ایمان ہے۔ جس کے وجود پر شارع نے درجات علیہ اخرویہ کو معلق فرمایا ہے۔ اور وہ وہی ایمان ہے جو مومن کے ساتھ دنیا سے دار آخرت تک کی معیت اختیار کرتا ہے فافہم وتدبر اس بنا پر فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کو معاندت ومخالفت امیر معاویہ ودیگر اساتذۂ آنرا ایں ناجور سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ صحابت تو بجائے خود ان حضرات سے کیے اصل اسلام ہیں کتب صحاح ستہ اس طرح گویا ہیں۔ حدیث

عن ابن عباس قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم محشورون الی اللہ عزوجل عراۃ غرلاً کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین ثم ان اول من یکسی یوم القیامۃ ابراھیم الا انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول رب اصحابی فیقال لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم الی قولہ الحکیم قال فیقال ان ھولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم بخاری صفحہ ۶۳۲ سطر ۱۰ کتاب التفسیر سورۃ انا انزلنا

جزو توزدہم ترجمہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خطبہ پڑھا جناب رسالتماب نے اور فرمایا - اٹھائے جاؤ گے تم قیامت میں ایسی حالت میں کہ برہنہ اور بے ختنہ ہو گے - تم یعنی جس حالت میں پیدا ہوئے تم اور سب سے پہلے لباس پہنایا جاوے گا - حضرت ابراہیم کو قیامت میں خبردار ہو تم تحقیق لائے جاویں گے کچھ لوگ میری امت سے پس ماخوذ کیا جاوے گا اُن کو ملزموں کے سنتر میں پس کہونگا میں اے میرے رب یہہ لوگ میرے اصحاب میں سے ہیں - پس کہا جاوے گا - مجھے نہیں جانتا ہے تو کیا کیا جرم کئے ہیں انہوں نے بعد فوتیدگی تیری کے پس کہونگا میں جس طرح کہا عیسیٰ علیہ السلام نے تہا میں ان کا شاہد جب تک کہ موجود رہا میں انمیں الی آخر الایت پس کہا جاوے گا مجھے تیرے مرنے کے ساتھ ہی مرتد ہو گئے تھے - یہہ لوگ اور یہہ مضمون ابن ماجہ جلد دویم صفحہ ۲۲۶ سطر ۱۰ باب الخطبۃ یوم النحر میں اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۷۳ سطر ۵ باب ما جاء فی شان الحشر ابواب الفتن میں اور نسائی صفحہ ۲۳۷ سطر ۲۵ کتاب الجنائز ذکر اول من یکسی میں اور مسلم جلد دویم صفحہ ۳۸۴ سطر ۹ کتاب الجنۃ باب فناء الدنیا و بیان الحشر میں بھی موجود ہے - **غلام حیدر**

اس حدیث سے بالتصریح ظاہر ہے کہ رسول خدا کی موجودگی میں جن لوگوں کو صحابیت کا لقب ملا ہوا تہا - اُن میں سے بعض کئی ایک وقوعوں کے باعث دوزخی و مرتد ہوئے پس اگر ان مرتدوں دو زخیوں کو اثنا عشری مذہب دوزخی و مرتد سمجھے تو کیا عجب ہے -

حدیث نمبر دویم - عن ابن عباس انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ

ابداً فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا اھجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دعوانی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ و اوصی عند موتہ بخاری صفحہ ۴۱۵ سطر ۱۴ کتاب الجہاد باب جوائز الوفد جزو دوازدھم۔

ترجمہ:- ابن عباس روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ افسوس یوم جمعرات اور کیا تھا۔ وہ یوم جمعرات پھر حضرت ابن عباس روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے رخسار منبع الانوار رنگین ہوگئے۔ پھر فرمایا ابن عباس نے سخت ہوگیا درد رسول خدا کا جمعرات کے دن پس فرمایا رسول خدا نے لاؤ تم میرے پاس سامان کتابت (قلم دوات کاغذ) تاکہ لکھوں میں تمہارے لئے چٹھی نہ گمراہ ہوگے تم بعد میرے اس چٹھی کے باعث ہمیشہ پس تنازعہ کیا اصحاب رسول خدا نے اور نہیں چاہیئے پیغمبر کی موجودگی میں تنازعہ پس کہا صحابہ نے معاذ اللہ استغفر اللہ فاک بدہانم بکواس کرتا ہے پیغمبر ہمارا اس وقوعہ کے بعد فرمایا رسول خدا نے چھوڑو تم مجھے جس خیال میں ہوں میں وہ بہتر ہے اُس خیال سے جس کی دعوت کرتے ہو تم مجھکو اور وصیت کی رسول خدا نے وقت تو تیدگی اپنی کے

غلام حیدر - خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی - یعنے پیغمبر خدا اپنی خواہش سے کسی طرح حکم نہیں کرتے۔ لیکن ہر ایک حکم پیغمبر خدا کا خدا کے وحی کے مطابق ہوتا ہے اس بناپر رسول خدا کا سامان کتابت مانگنا بحکم ایزدی تھا اور صحابہ کا اس حکم کو بکواس سے تعبیر کرنا۔ بعینہٖ کلام خدا کو بکواس سے تعبیر کرنا ہے پس اب میں معاویہ پسندوں سے مستفسر ہوں کہ کلام خدا کو بکواس کہنے والا کافر ہے یا کیا۔ بینوا بدلائل الواضحۃ و براھین الساطعۃ نیز اس کتاب میں پہلے پہل

جو ہمارے مخاطب غلام جیلانی نے علی مرتضیٰ کے وصی نہ ہونے کے ثبوت میں حدیث بروائیت عائشہ صدیقہ پیش کی تھی - اُس کے فقرہ فمتے اوصی کو اس حدیث کا فقرہ اخیر جھوٹا ثابت کرتا ہے - کیونکہ یہہ حدیث بخاری کی ہے - اور وہ حدیث حدیث ابن ماجہ اس مقام پر حافظ شیرازی کا قول کیا خوب منطبق ہوتا ہے - سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا - نیز رسول خدا نے اتیان سامان کتابت کو لفظ خیر سے اور صحابہ کے انکار از سامان کتابت کو مماتدعونی الیہ سے یاد فرمایا - چنانچہ اسی کلمہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے خداوند تعالےٰ قرآن مجید میں اُس محل پر ذکر کرتا ہے جب کہ وہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف بلاتی تھیں - پس بمقتضائے قول مشہور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ رسول خدا کا فعل صحابہ کو مماتدعونی الیہ سے تعبیر کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے - کہ فعل اُن کا مثل فعل اون عورتوں کے ہے جو یوسف علیہ السلام سے معاذ اللہ صادر کرانے پر مستعد تحقیق - ہل ہذا الا ظلم صریح - المختصر اگر ایسے بے انصاف صحابہ کو جن کا کفر کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہے - کوئی متقی کافر و مرتد کے لقب سے یاد کرے تو عین ایمان ہے - ہاں اگر کوئی شخص ہٹ دہرمی کے باعث پھر بھر کر صحابیت و انصاریت و مہاجریت کی فوقیت کے باعث امیر معاویہ اور اُن کے ہم جنسوں کو ایمانی روشنی کی ضوء میں جا گیر سمجھے تو اسکو احادیث مندرجۃ الذیل کے مفاہیم سے ہمکو آگاہ کرنا لازم ہے -

حدیث نمبر سوئم - عن ابی ہریرۃ قال شہدنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حنینًا فقال لرجل ممن یدعی بالاسلام ھذا من اہل النار فلما حضرنا القتال قاتل الرجل قتالًا شدیدًا فاصابتہ

جراحتہ فقیل یارسول اللہ الرجل الذی قلت لہ آنفاً انہ من اہل النار
فانہ قاتل الیوم قتالاً شدیداً و قد مات فقال النبی صلے اللہ علیہ
وسلم الی النار فکاد بعض المسلمین ان یرتاب فبینما ھم علی ذلک
اذ قیل فانہ لم یمت ولاکن بہ جراحاً شدیداً فلما کان من اللیل
لم یصبر علے الجراح فقتل نفسہ فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک
فقال اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ و رسولہ ثم امر بلالاً فنادی
فی الناس انہ لا یدخل الجنتہ الا نفس مسلمتہ وان اللہ یئوید
ھذا الدین۔ بالرجل الفاجر مسلم جلد اول صفحہ ۷۲ سطر ۱۳ کتاب الایمان
باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ بخاری صفحہ ۳۱۶ سطر ۲۲ تتمہ
کتاب الجہاد باب ان اللہ یئوید ھذا الدین برجل فاجر جزو دوازدھم۔
ترجمہ۔ ابوہریرہ روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تھے ہم ساتھ رسول خدا کے
جنگ حنین میں پس فرمایا رسول خدا نے ایک شخص کو جو مسلمان سمجھا جاتا تھا۔
کہ یہ شخص دوزخی ہے پس جب حاضر ہوئے ہم قتل گاہ میں جہاد کیا اُس شخص نے
جی کھول کر پس ہو گیا وہ زخمی پس کہا گیا یارسول اللہ وہ شخص جس کو
آپ نے ابھی دوزخی کہا تھا تحقیق جہاد کیا ہے اس نے آج نہایت جرأت و شجاعت
سے اور تحقیق مرگیا ہے وہ جہاد میں پس فرمایا رسول خدا نے وہ دوزخی ہے
پس نزدیک تھا کہ شک کریں بعض لوگ رسالت و صداقت رسول خدا میں
پس ہم اوسی حالت اور اوسی گفتگو میں تھے کہ کہا گیا تحقیق وہ شخص نہیں مرا۔
لیکن بہت زخمی ہو گیا تھا پس جبکہ رات آئی پھر نہ برداشت کر سکا۔ وہ شخص
الم زخم پس قتل کیا اُس نے اپنے آپ کو پس خبر دی گئی اس وقوعہ کی رسول
خدا کو پس فرمایا رسول خدا نے اللہ اکبر گواہی دیتا ہوں میں کہ ہوں میں بندہ

خدا پیغمبر خدا پھر حکم دیا رسول خدا نے بلال کو پس ڈھونڈی پٹوائی اُس نے لوگوں میں اس امر کی کہ تحقیق نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلم اور تحقیق خداوند تعالےٰ تائید کرے گا اس دین کے ساتھ فاسقوں کے غلام حیدر اگر محض انصاریت و مجاہدیت باعث فخر و مباہات شرعیت میں قرار پاتے تو یہہ شخص ہرگز ہرگز دوزخی نہ ہوتا۔ لیکن مہاجریت و انصاریت و مجاہدیت خاتمہ بالخیر کے ساتھ ممدوح و مفاد آیات قرآنیہ ہے۔ اس بنا پر جہاں کہیں قرآن میں لفظ مہاجر و انصار و مجاہد کا ذکر آوے اُس کے ساتھ خاتمہ بالخیر کا لفظ ضم کرنے سے ترجمہ صحیح قرار پاتا ہے۔ چنانچہ یہی مطلب اس حدیث سے مستنبط ہے۔ بعض لوگ فتوحات عمریہ کے باعث حضرت عمر فاروق کی فضیلت میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ حال آنکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خداوند عالم فاجروں فاسقوں سے اس دین کی تائید کرے گا جو کہ حضرت عمر فاروق کی فتوحات کو ملکہ وکٹوریہ کے معمولی انعامات جنگی کے تمغات میں سے ادنے تمغہ کے لائق بھی نہیں چھوڑتی۔ فافہم و تدبر ولا تکن من الناصبین۔ مکرر اس مضمون کی تائید میں ترمذی جلد دوئم صفحہ ۳۸ سطر ۳۰ باب ان الاعمال بالخواتیم ابواب القدر کی وہ حدیث کافی ہے جس کا حاصل مطلب اس طرح پر ہے کہ خاتمہ بالخیر پر نجات ہے اعمال پر نجات نہیں پس انصاریت و مجاہدیت و مہاجریت بھی من جملہ اعمال خیر سے ہیں اور محض ان اعمال کے باعث بعض لوگوں کو قطعاً جنتی و ناجی تصور کر لینا خلاف قول رسول ہے۔

حدیث نمبر ۴۔ عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی و فاطمۃ والحسن والحسین انا سلم لمن سالمتم

وحرب لمن حاربتم ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۴ سطر ۱۴ فضائل حسنین اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۹۴۲ سطر ۷ مناقب فاطمہ ابواب المناقب مترجمہ - فرمایا رسول خدا نے علیؑ مرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا و حسن المجتبیٰ و حسین سید الشہدا علیہم التحیہ والثنا کو میں صلح کرتا ہوں۔ اُس کسی سے جس کے ساتھ تم صلح کرو۔ اور میں جنگ کرتا ہوں اوس کسی کے ساتھ جس کے ساتھ تم جنگ کرو انتہےٰ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو لوگ جنگ جمل میں علیؑ مرتضےٰ سے لڑے اور جو لوگ بعد از فوتیدگی رسول خدا فاطمۃ الزہراء کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آئے اور جنہوں نے حسن مجتبٰیؑ کے جنازہ پر تیر برسائے۔ اور جنہوں نے حسین سید الشہدا اور وحی وارواح المومنین لہ الفدار کو بمعہ خویش و اقارب معرکہ کربلا میں بے رحمی سے قتل کیا وہ سب کے سب رسول خدا کے ساتھ لڑے۔ اور رسول خدا سے لڑنا کفر ہے۔ حالانکہ ان لوگوں میں بہت اس قسم کے لوگ شامل تھے جنکو عوام الناس صحابت کا لقب دیتے ہیں۔ کیا ایسے صحابہ کو جو اپنے پیغمبر سے لڑیں صحابت کوئی فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ یا کیا کوئی اس قسم کی آیت یا حدیث دُنیا میں موجود ہے جس میں یہہ لکھا گیا ہو کہ اصحاب جو چاہیں کریں اُن کے صحابت کی خاطر سے اُن کا کوئی گناہ نہیں سمجھا جاتا۔

حدیث نمبر ۵ - عن عکرمۃ قال قال لی ابن عباس ولابنہ علی انطلقا الی ابی سعید واسمعا من حدیث فانطلقنا فاذا ھو فی حائط یصلحہ فاخذ ردائہ فاحتبے ثم انشا یحدثنا حتے اتی علی ذکر بناء المسجد فقال کنا نحمل لبنۃ لبنۃ وعمار لبنتین لبنتین فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینفض التراب عنہ ویقول ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم

الی الجنتہ و ید عو نہ الی النار بخاری صفحہ ۶۴ سطر ۱۳ کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد جزو دویم ترجمہ ۔ عکرمتہ فرماتے ہیں کہ فرمایا مجھکو اور اپنے صاحبزادہ علیؑ کو ابن عباس نے کہ جاؤ تم پاس ابو سعید کے اور سنو تم حدیثیں ۔ پس گئے ہم دونوں اور ابو سعید ایک دیوار مرمت کرتے تھے ۔ پھر ہمکو حدیثیں سنایا کئی یہانتک کہ شروع کیا انہوں نے ذکر بنائے مسجد رسول کا ۔ پس فرمایا انہوں نے اٹھاتے تھے ہم ایک ایک اینٹ اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں ۔ پس دیکھا ان کو رسول خدا نے اور آپ نے عمار یاسر کے بدن سے غبار دست حق پرست کے ساتھ صاف کی اور پیار کے ساتھ فرمایا عمار کو گروہ خوارج قتل کریں گے ۔ بلائیں گے یہہ ان کو طرف بہشت کے اور بلائیں گے وہ اسکو طرف دوزخ کی اس حدیث میں صاف طور پر پیغمبر خدا نے اپنی امت پر ظاہر کر دیا ہے کہ عمار یاسر خوارج کے ہاتھ سے قتل ہونگے اور جس فریق کے ساتھ عمار یاسر ہوگا وہ ناجی ہے اور اس کا مخالف گروہ ناری یہہ حدیث دو امروں پر دلالت کرتی ہے امر اول ان دو امروں سے یہ ہے کہ جنگ جمل و جنگ صفین میں جس قدر لوگ علیؑ مرتضیٰ کی مخالف پارٹی میں شامل تھے وہ سب کے سب خارجی تھے امر دویم یہہ ہے کہ وہ سب کے سب دوزخی تھے ۔ اب محض صحابیت کے لفظ چاٹنے والے غور فرماویں کہ یہ سب لوگ صحابیت کی ستباوی تعریف میں شامل تھے ۔ حال آنکہ رسول خدا نے انکو خارجی اور دوزخی فرمایا ہے پس اگر اہل بیت رسول کے دوست ان احادیث سے متمسک ہو کر چند بغاۃ کو برا سمجھیں تو کیا مضایقہ ہے ۔ اور یہہ مضمون صحیح مسلم جلد دویم کے صفحہ ۳۹۵ سطر ۲۶ کتاب الفتن و اشراط الساعت میں اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۴۲ سطر ۱۸ ابواب المناقب مناقب

عمار یاسر میں موجود ہے۔

غلام جیلانی۔ بیشک ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امیر معاویہ و بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ذلک جو لوگ جنگ جمل و صفین میں علی مرتضیٰ کی مخالف پارٹی میں شامل تھے وے لوگوں کو صحابت کا لقب نہ دینا چاہئے تھا اگر وہ اوسی حالت میں مرتے اور توبہ نہ کرتے حالانکہ ان جملہ بزرگون نے توبہ کر لی تھی اور حدیث میں آیا ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

غلام حیدر۔ صحیح بخاری صفحہ ۷۰۴ سطر ۱۳ کتاب التفسیر سورۃ فرقان باب والذین لا یدعون مع اللہ الٰہًا آخر الی آخرہ جزو نوزدھم میں اس طرح حدیث آئی ہے۔ عن سعید بن جبیر سألت ابن عباس عن قولہ تعالےٰ فجزاؤہ جہنم قال لا توبۃ لہ۔ ترجمہ۔ راوی نے ابن عباس سے قول خدا فجزاءہ جہنم کے معنے دریافت کئے حضرت عباس نے فرمایا۔ اوس کی توبہ نہیں اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ قاتل مسلم کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اب فرمائے علاوہ اس کے آپ کو پہلے ثبوت توبہ سوال کے ساتھ پیش کرنا لازم تہا۔ اور یہہ مضمون صحیح ترمذی جلد دویم کے صفحہ ۲۳۴ سطر ۹ سورہ نساء ابواب التفسیر میں اور نسائی صفحہ ۶۷۹ سطر ۲۰ ما قبل از کتاب قطع السارق تعظیم السرقۃ لغاصلۂ چار حدیث میں موجود ہے فافہم وتدبر محض صحابت کے لفظ پر اترانے والے بھائی خوب یاد رکھیں۔ کہ موٹی عقل والے لوگ رسول خدا کے زمانہ میں بھی منافقونکو اصحاب رسول سمجھتے تھے۔ اب کیا نادانوں کے اصحاب سمجھنے کے باعث منافقوں کو کوئی فائدۂ اخروی حاصل ہو سکتا ہے دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۷۶۳ سطر ۱۲ کتاب التفسیر سورہ منافقون باب قولہ

یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل
جزو بیستم میں ایک طویل حدیث کے تتمہ میں لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ
بن ابی نے رسول خدا کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کی۔ حضرت عمرؓ فاروق
نے کہا چھوڑو مجھکو یا رسول اللہ قتل کروں میں اس منافق کو۔ فرمایا رسول خدا
نے نہ قتل کرو تم اسکو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہے
اور یہہ مضمون ترمذی جلد دویم کے صفحہ ۱۶۸ سطر ۹ سورہ منافقین
ابواب التفسیر میں بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۶۔ عن علی قال عھد الی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق۔ نسائی صفحہ
۵۰ ۷ سطر ۲۲ کتاب الایمان علامۃ المنافق ترجمہ۔ علیؑ مرتضی
صلوۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وعدہ کیا علیؑ مرتضی سے رسول خدا نے
کہ نہ دوست رکھے گا علیؑ مرتضے کو مگر مومن اور نہ بغض کرے گا ان سے مگر
منافق۔

غلام حیدر اس حدیث سے اکثر وہ لوگ جن کو عوام الناس اصحاب
سمجھتے ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہوئے جاتے ہیں کما سیاتی اور یہہ مضمون
صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۶۰ سطر ۷ کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب
الانصار و علیؓ رضی اللہ عنہم من الایمان و بغضہم من علامات النفاق میں اور
ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۲ باب فضل علیؓ بن ابی طالب میں اور ترمذی جلد
دویم صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ باب مناقب علیؓ مرتضے ابواب المناقب میں
بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۷۔ عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعتہ ۔ ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۶ سطر ۱۸ ۔ باب اجتناب البدع والجدل ترجمہ ۔ ابن عباس سے منقول ہے ۔ کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ خداوند تعالیٰ بدعتیوں کے اعمال قبول کرنے سے انکار کرتا ہے ۔ **غلام حیدر** ۔ آئندہ اسی تقریر کے ذیل میں ہم جتلائیں گے ۔ کہ بڑے بڑے معتبر اصحابوں نے بدعت کی بازیب تصویر کو علماؤں کے گلے کا تعویذ بنایا ۔

حدیث نمبر ۸ ۔ عن منصور قال سمعت اباوائل یحدث عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر و بخاری صفحہ ۸۹۴ سطر ۸ کتاب الادب باب ماینہی عن السباب واللعن جزو بیست و پنجم ۔ ترجمہ ۔ فرمایا رسولؐ خدا نے مسلمانوں کو گالیاں دینے والا فاسق اور قتل کرنے والا کافر ہے ۔

غلام حیدر ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ محاربین علیؓ مرتضیٰ کافر ہیں عموماً اور علیؓ مرتضیٰ کو گالیاں دینے والا کافر ہے خصوصاً ۔ جن کا نام ہم آئندہ ظاہر کریں گے ۔

اور یہہ مضمون صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۵۸ سطر دویم کتاب الایمان باب سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر میں اور ابن ماجہ جلد دویم صفحہ ۲۹۱ سطر ۹ باب سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر میں اور نسائی صفحہ ۶۳۵ سطر ۹ کتاب المحاربتہ قتال المسلم میں اور ابوداود جلد دویم صفحہ ۲۹۶ سطر ۳ باب الدلیل علی الزیادۃ والنقصان کتاب السنتہ میں اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۶۴ سطر ۵ ا باب لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض ابواب الفتن میں بھی موجود ہے ۔

تنبیہ ۔ احادیث مذکورۃ الصدر سے صاف طور پر ظاہر ہے ۔ کہ

خاتمہ بالخیر کے سوا صحبت رسول خدا اپنے موصوف کو کوئی فایدہ نہیں پہونچا سکتی ہے۔ پس عقلا غور فرماویں اور اصحاب پرستوں سے دریافت کریں۔ کہ صحبت بغیر از خاتمہ بالخیر خود صحابہ کو کوئی فایدہ نہیں پہونچا سکتی تو ان کے شیدایوں کے لیے کیا فایدہ پہونچا سکتی ہے۔ اب ہم ایک حدیث کا ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ جس کے ملاحظہ کے بعد ہر ایک ذکی الطبع مخلص و منافق صحابہ میں امتیاز کر سکتا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ جس شخص میں چار خصلتیں یعنی جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ اور غدر بعد عہد اور فسق و فجور بعد مخاصمت اکٹھی ہوں وہ منافق ہے۔ اور جس میں ایک خصلت ان خصائل میں سے ہو اوس میں جزو نفاق موجود ہوتی ہے۔ دیکھو نسائی صفحہ ۵۰۷ سطر ۱۷ کتاب الایمان علامۃ المنافق اور مسلم جلد اول صفحہ ۵۶ سطر ۱ کتاب الایمان باب خصال المنافق اور بخاری صفحہ ۳۴۵ سطر ۴ کتاب المظالم والقصاص باب اذا خاصم فجر جزو نہم اور ترمذی حصہ دویم صفحہ ۹۸ سطر ۱۵ باب فی علامۃ المنافق ابواب الایمان اور ترمذی میں بجائے خصائل اربعہ منافق خصائل ثلاثہ یعنی جھوٹ اور وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت لکھے ہوئے ہیں سوچو اور سمجھو۔

اور اسی مضمون کو یعنے علامات منافق کو ایک اور حدیث میں کسی قدر بسط کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ اور وہ حدیث اس طرح پر ہے۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وماھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربٰو واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات بخاری صفحہ ۳۸۶ کتاب الوصایا باب قول اللہ

ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یاکلون فی بطونہم ناراً
جزو یازدہم ترجمہ۔ فرمایا رسول خدا نے بچو تم سات چیزوں سے جو ہلاک
کرنے والی ہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا وہ سات چیزیں کون کون ہیں۔ یا
رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ اور سحر کرنا۔ اور قتل
کرنا اُس نفس کا جسکا قتل خدا نے حرام کیا ہے۔ اور سود کھانا۔ اور مال یتیم کا
کھانا۔ اور جہاد میں بھاگ جانا۔ اور مومنہ عفیفہ محصنہ کو تہمت زنا کرنا۔
غلام حیدر۔ آئندہ اسی تقریر کے ذیل میں جن نامی گرامی صحابہ کا
ہم ذکر لکھیں گے۔ ان کے حالات میں ناظرین غور فرماکر اپنے وجدانوں سے
کام لیں کہ کس کس نے خائن کاذب کہلوا کر اپنا اسم شریعت منافقین کی فہرست
میں درج کرایا۔ اور کس کس نے رسول خدا کی یتیمہ کا مال غصب کر کے اپنے
آپ کو دارین میں ہلاک کیا اور کس کس نے جہاد میں عار فرار اختیار کر کے اپنے
آپ کو موبقات سبعہ مذکورہ کا مرتکب بنایا۔ اور یہہ مضمون موبقات سبع
ابو داؤد جلد دویم صفحہ ۱۴ سطر ۱۱ باب ما جاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم
کتاب الوصایا میں اور نسائی میں صفحہ ۱۱۰ سطر ۷ کتاب الوصایا اجتناب
اکل مال الیتیم میں اور مسلم جلد اول صفحہ ۴۴ سطر ۶ کتاب الایمان باب الکبائر واکبرہا
میں موجود ہے۔

احادیث مشتمل بر اوصاف امیر معاویہ از کتب صحاح ستہ

یہہ شخص وہ ہے جس کو ہمارے پیغمبر خاتم المرسلین نے باغی (خارجی)
کا لقب عطا فرمایا جسکو میں ثابت کر چکا ہوں اور اسی شخص نے علی المرتضیٰ کے

ساتھ محاربہ کیا۔ جس سے کوئی معمولی تاریخ دان بیخبر نہیں ہے۔ اور اسی شخص کے قدرے قلیل اوصاف سے ہم اس سرخی کو سیاہ کرتے ہیں۔ حدیث نمبر اول عن خالد قال وفد المقدام بن معد یکرب و عمرو بن الاسود ورجل من بنی اسد من اهل قنسرین الی معاویة بن ابی سفیان فقال معاویة للمقدام اعلمت ان الحسن بن علی توفی فرجّع المقدام فقال له رجل اتعدها مصیبة فقال له ولم لا اراها مصیبة وقد وضعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجره فقال هذا منی وحسین من علی فقال الاسدی جمرة اطفاها الله قال فقال المقدام اما انا فلا ابرح الیوم حتی اغیظک واسمعک ما تکره ثم قال یا معاویة ان انا صدقت فصدقنی وان انا کذبت فکذبنی فقال افعل قال فانشدک بالله هل سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهی عن لبس الذهب قال نعم قال فانشدک بالله هل تعلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن لبس الحریر قال نعم قال فانشدک بالله هل تعلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن لبس جلود السباع والرکوب علیها قال نعم قال فو الله لقد رأیت هذا کله فی بیتک یا معاویة فقال معاویة قد علمت انی لن انجو منک یا مقدام قال خالد فامر له معاویة بما لم یامر لصاحبیه انتهی موضع الحاجة ابوداود جلد دوم صفحہ ۲۱۶ سطر ۷ کتاب اللباس باب

ترجمہ۔ خالد روایت کرتے ہیں کہ وفد میں گیا مقدام بن معدیکرب اور عمرو بن اسود اور ایک شخص قبیلۂ بنی اسد باشندگان قنسرین سے طرف معاویہ بن ابو سفیان کے پس کہا معاویہ نے مقدام کو کہ سنا گیا ہے کہ حسن مجتبےٰ بن علی مرتضیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ پس کہا مقدام نے انا للہ

وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون - پس کہا مقدام کو کسی شخص[1] نے کہ اس حادثہ کو تو مصیبت میں شمار کرتا ہے - پس کہا مقدام نے اُس شخص کے جواب میں - کیوں نہ مصیبت میں شمار کروں میں فوتیدگی اوس بزرگ کو جس کو ہمارے پیغمبر نے اپنی گود میں اُٹھا کر فرمایا - یہہ صاحبزادہ مجھ سے ہے اور حسینؑ اس کا بھائی علیؑ مرتضےٰ سے ہے پس کہا اسدی نے بغرض خوشنودیٔ معاویہ جنگاری آگ کی تھی بجھا لیا اوسکو خدا نے پس کہا مقدام نے نہیں گذرنا مجھے آج کا دن جب تک نہ بیچین کروں میں تم کو - اور نہ سناؤں میں تم کو وہ باتیں جن کو تو مکروہ سمجھتا ہے - پھر کہا مقدام نے اے معاویہ اگر سچ کہوں میں پس تصدیق کر تو میری اور اگر جھوٹ کہوں میں - پس تکذیب کر تو میری - کہا معاویہ نے کہو جو تم کو کہنا ہے - کہا مقدام نے خدا کو حاضر سمجھ کر بیان کر تو کیا سنا ہے تو نے رسولؐ خدا سے کہ منع کرتے تھے وہ سونا پہننے سے - کہا معاویہ نے بیشک پھر کہا مقدام نے خدا کو حاضر سمجھ کر بیان کر تو - کیا جانتا ہے تو - کہ رسولؐ خدا نے ریشم پہننے کی ممانعت کی ہے - کہا معاویہ نے بے شک - کہا مقدام نے خدا کو حاضر سمجھکر بیان کر تو - کیا جانتا ہے تو - کہ رسولؐ خدا نے پوست جانوران درندہ کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے - کہا معاویہ نے بیشک کہا مقدام نے پس قسم ہے مجھکو خدا ئے یگانہ کی تحقیق دیکھا ہے میں نے ان سب باتوں کو تیرے گھر میں اے معاویہ پس کہا معاویہ نے تحقیق جان لیا ہے میں نے اے مقدام کہ نہیں چھوٹتا میں تم سے - کہا خالد نے - پس

[1] کسی شخص سے مراد معاویہ ہے اور بجائے اسم معاویہ کے معاویہ پرستوں نے رجل یعنی کوئی شخص حدیث میں داخل کر دیا ہے بغرض کتمان مثالب معاویہ چنانچہ سیاق و سباق حدیث سے یہ امر ظاہر ہے - منہ عفی ۱۲-

حکم دیا واسطے مقدام کے معاویہ نے انعام کا اس نہج سے کہ جس نہج میں باقی دو رفیق مقدام کے شامل نہیں تھے انتہٰے ترجمۃ الحدیث - **غلام حیدر**

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ اہل بیت رسول خدا کا بہت سخت دشمن تھا - کیونکہ اگر دشمن نہ ہوتا تو اسدی ملعون کو ضرور قتل کرتا جس نے معاذ اللہ سید الثقلین کے نواسے کو پیشگاری آگ سے موسوم کیا قبّص اللہ فاہ وجعل النار مثواہ علاوہ اس کے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - کہ معاویہ پرلے درجہ کا بے شرع تھا جسکے گھر میں مشوعابت شرعیہ کا ایک معتد بہ حصہ مستعمل تھا - نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ مقدام جیسے راستگو و خدا پرستوں کو دنیا کی دنی کا لالچ دے کر اپنا ہمسفر بنا لیتا تھا -

حدیث نمبر دہم

عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیاً فنال منہ فغضب سعد و قال تقول ھذا لرجل سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلے مولاہ وسمعتہ یقول انت فی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی و سمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ ابن ماجہ جلد اوّل فضائل علی بن ابی طالب صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ -

ترجمہ - سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں - کہ معاویہ بن ابوسفیان اپنے

لہ نال منہ کے معنے گالیاں نکالنے کے ہیں دیکھو قاموس اللغات - منہ ۱۲

۲ہ الا جو لفظ استثناء ہے دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ علی مرتضےٰ و رسول خدا میں مساوات تامہ ہے سوائے پیغمبری کے - منہ ۱۲ -

کسی خلوت خانہ میں تہا کہ داخل ہوا اُس پر سعد پس ذکر جھڑا علی المرتضے کا
پس گالیاں نکالیں معاویہ نے علی المرتضے کو پس غضب ناک ہوا سعد اور
کہا اُس نے کہتا ہے تو اس قسم کی بُری باتیں اُس شخص کے حق میں جس کے شان
میں رسول خدا سے میں نے سُنا ہے کہ فرماتے تھے آپ جس کا میں حاکم و سردار ہوں
پس علی مرتضے بھی اُس کا حاکم اور سردار ہے اور سنا ہے میں نے رسول خدا
سے کہ فرماتے تھے علی مرتضے کے شان میں اے علی تیری میری وہ نسبت ہے
جو نسبت موسےٰ اور ہارون کے درمیان تھی۔ فرق اتنا ہے کہ نہیں پیغمبری بعد
میرے اور سُنا میں نے رسول خدا سے علی مرتضے کے شان میں فرماتے تھے
وہ ضرور دونگا میں علم جنگ آج اُس شخص کو جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔
غلام حیدر - ناظرین با انصاف اس حدیث کو معائنہ فرماویں کہ معاویہ علی
مرتضے کو سب و شتم سے یاد کر رہا ہے۔ جس پر سعد غضبناک ہو کر معاویہ کو علی
مرتضیٰ کے جیسے جیسے فضایل سُنا کر اس ناجائز حرکت پر عبرت دلاتا ہے مختصر
یہہ حدیث دو امروں پر دلالت کرتی ہے۔

امر اوّل۔ اُن دو امروں سے یہہ ہے کہ معاویہ علی مرتضیٰ کو گالیاں نکالتا تہا۔
امر دویم یہ ہے کہ علی مرتضےٰ کی ذات بابرکات میں وہ صفات حمیدہ جمع تھے جو
سوائے اُن کے اور کسی کو نصیب نہ ہوئے۔ یعنے علی المرتضے بھی رسول خدا کی
طرح جمیع امت کے حاکم مطلق تھے۔ چنانچہ یہہ امر آیت ولایت سے بھی شائع
و ذائع ہے۔ اور علی المرتضیٰ و رسول خدا میں مساوات مطلقہ تھی سوائے نبوت کے
اور جنگ خیبر میں جبکہ بڑے بڑے مہاجر و انصار عار فرار لعنت بخ انور پر
پہنے ہوئے رسول خدا کے ارد گرد ٹہلتے تھے۔ علی مرتضیٰ ہی کو علم جنگ رسول
خدا نے عطا فرما کر حبیب اللہ و رسولہ کا لقب عطا فرمایا۔ بن فضایل ثلاثہ سے

علیؓ المرتضےٰ کے متصف ہونے کی بڑی معتبر دلائل یہ ہے کہ سعد نے معاویہ کی موجودگی میں ان فضائل کا ذکر کیا۔ اور معاویہ خاموش ہو گیا۔ اگر علیؓ مرتضےٰ ان فضائل سے متصف نہ ہوئے۔ تو معاویہ جو کہ علیؓ مرتضےٰ کا بہت سخت دشمن تھا۔ سعد پر ردو قدح میں ہرگز دریغ نہ کرتا۔

اور اس حدیث کو معاویہ پرستوں نے بغرض کتمان مثالب (عیب) معاویہ صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۷۸۔ کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ مرتضےٰ میں اس طرح لکھا ہے۔

عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال مامنعك ان تسب ابا التراب فقال اما ما ذکرت ثلاثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان تکون لی واحدة منھن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ وقد خلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسی الا انہ لا نبوة بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایة رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا لھا فقال ادعوا لی علیاً فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایة الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ھذہ الایة ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمة وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھولاء اھلی۔

ترجمہ۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر نیا یا معاویہ بن ابوسفیان نے سعد کو اور کہا معاویہ نے سعد کو کون امر تمکو

دشنام دہی علیؓ مرتضےٰ سے مانع ہے یعنی تو علیؓ مرتضیٰ کو کیوں گالیاں نہیں نکالتا
پس کہا سعدؓ نے جو تین صفتیں رسول خدا نے علیؓ مرتضیٰ کی میری موجودگی میں
بیان فرمائیں پس ہرگز ہرگز نہ گالیاں دونگا میں علیؓ مرتضیٰ کو ان صفتوں کے موصوف
ہونے کے لحاظ سے اگر ہوتی میرے لئے اُن صفتوں میں سے ایک صفت دوست
رکھتا میں اُس صفت کو شتران سرخ مو سے پس کہا رسول خدا نے علیؓ مرتضےٰ
کے شان میں اُس حالت میں جبکہ خلیفہ کیا تہا رسول خدا نے علیؓ مرتضےٰ کو بعض
غزوات میں پس کہا علیؓ مرتضےٰ نے رسول خدا کو چھوڑے جاتے ہیں آپ مجھکو
مستورات اور بچوں کے ساتھ پس فرمایا رسول خدا نے علیؓ مرتضیٰ کو کیا نہیں
خوش ہے تو کہ ہوئے میرے اور تیرے درمیان نسبت موسےٰ و ہارون لیکن نہیں
ہے نبوت بعد میرے اور سُنا ہے میں نے رسول خدا سے بروز جنگ خیبر کہ
فرماتے تھے آنحضرت ضرور دونگا میں علم جنگ ایسے شخص کو جو خدا
و رسول خدا کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا و رسول اُس کو دوست رکھتے
ہیں کہا سعد نے ہم سب اس اُمید میں تھے کہ دیں گے رسول خدا ہمکو
علم جنگ پس فرمایا رسول خدا نے بلاؤ تم میرے پاس علیؓ مرتضےٰ کو پس
آئے علیؓ مرتضےٰ پاس رسول خدا کے ایسی حالت میں کہ آپ درد چشم
میں مبتلا تھے۔ پس حضرت رسول خدا نے رطوبت دہن مبارک سے علیؓ مرتضیٰ
کی آنکھوں کو سرمہ بہنا کر علم جنگ عطا فرمایا۔ پس فتح مند کیا خدا نے
علیؓ مرتضےٰ کو اور جبکہ نازل ہوئی آیت مباہلہ۔ پس بلایا رسول خدا نے
علیؓ المرتضےٰ حسنینؓ و فاطمۃ الزہرا کو اور فرمایا آپ نے اے پروردگار
یہہ ہیں میرے اہل۔

ملاحظہ — اس حدیث میں معاویہ کی دشنام دہی کو اڑایا گیا ہے۔

اور اور پیرایہ میں مضمون حدیث سابق ادا کیا گیا۔ لیکن ذکی الطبع سوچ سکتے ہیں۔ کہ معاویہ نے سعد کو محض اسی غرض سے عامل بنایا کہ علی مرتضےٰ کی دوستی سے پھر کر میرا ساتھ دے۔ اور علی المرتضیٰ کو گالیاں نکالے لیکن ابتدائے زمانہ امارت سعد میں معاویہ کا یہ خیال پورا نہ ہوا۔ اور سعد مرد خدا معاویہ کے اصل مطلب کے موقعہ پر علی مرتضےٰ کے فضائل پر لیکچر دیتا ہی رہا۔ گو آخر کار وہ بھی معاویہ کا سا ہی بن ہی گیا۔ اور یہہ حدیث ترمذی جلد دوئم صفحہ ۲۱۵ سطر اوّل باب مناقب علی المرتضےٰ ابواب المناقب میں بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر سوئم

عن ابن عباس قال کنت العب مع الصبیان فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتواریت خلف باب قال فجاء فحطانی حطاۃ قال اذھب ادع لی معاویۃ قال فجئت فقلت ھو یاکل فقال لا اشبع اللہ بطنہ صحیح مسلم جلد دوئم صفحہ ۳۲۵ سطر اوّل کتاب البر والادب باب من لعنہ النبی او سبہ او دعا علیہ ولیس ھو اھلا

ترجمہ۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا پس تشریف لائے حضرت رسول خدا پس میں ایک دروازہ میں چھپ گیا۔ پس آئے رسول خدا اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر انہوں نے مجھکو ارشاد فرمایا۔ کہ بلا لا تو معاویہ کو میرے پاس پس گیا میں اور کہا میں نے رسول خدا کو وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر فرمایا مجھکو رسول خدا نے جا اور بلا لا تو معاویہ کو میرے پاس پس گیا میں اور کہا

میں نے وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پس فرمایا رسول خدا نے نہ پیٹ بھرے
اوس کا خدا۔

خلاصہ حیدری۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ کے
پاس دو مرتبہ رسول خدا کا قاصد گیا۔ اور وہ نہ آیا۔ اور کھانا کھاتا رہا۔
آخرکار رسول خدا نے ناراض ہو کر اُس کو دعائے بد سے یاد فرمایا
مختصر مطلب یہہ ہے۔ کہ معاویہ خدا اور رسول خدا کا بے فرمان تھا۔ جیسے
رسول خدا نے جو رحمۃ للعالمین تھے۔ معاویہ کو دعائے بد سے یاد کیا۔
نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ معاویہ بہت کھاتا تھا اور
بہت کھانے والوں کی نسبت رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ مومن
ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

دیکھو صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۸۶ سطر ۷ کتاب الاشربۃ باب المومن
یاکل فی معًی واحدٍ والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء اور بخاری صفحہ ۶۲
سطر ۲۴ کتاب الاطعمۃ باب المومن یاکل فی معًی واحدٍ جزو ۲۲
دویم اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۴ سطر ۱۲ باب ما جاء ان
المومن یاکل فی معًی واحدٍ ابواب الاطعمۃ

حدیث نمبر چہارم

عن سعید بن جبیر قال کنت مع ابن عباس بعرفات فقال
مالی لا اسمع الناس یلبون قلت یخافون من معاویۃ فخرج ابن
عباس من فسطاطہ فقال لبیک اللھم لبیک فانھم قد ترکوا السنۃ
من بغض علی نسائی صفحہ ۲۷ سطر ۱۳ کتاب مناسک الحج تلبیۃ

بعد فتنہ -

ترجمہ - سعید بن جبیر عرفات میں حضرت ابن عباس کے ساتھ تھا - کہ دریافت کیا اُس سے ابن عباس نے کیا سبب ہے کہ نہیں سنتا میں آواز تلبیۃ لوگوں کا کہا میں نے ڈرتے ہیں لوگ معاویہ سے - پس خارج ہوئے ابن عباس ڈیوڑھی اپنی سے - پھر فرمایا انہوں نے لبیک اللہم لبیک - پس تحقیق چھوڑ دیا ہے لوگوں نے سنت کو بباعث بغض علیؓ مرتضےٰ کے -

غلام حیدر - اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے - کہ معاویہ نے علیؓ مرتضےٰ کے بغض کے باعث اپنے عہد حکومت میں لوگوں کو کئی ایک سنتی امور کے عملدرآمد سے منع کر دیا تھا - غرضیکہ معاویہ علیؓ مرتضےٰ کا سخت بغضی تھا - اس لئے حدیث نمبر ۲ جو مطلق اصحاب کی تعریف کے ذیل میں لکھی گئی ہے - یعنی بغضی علیؓ المرتضےٰ منافق ہے معاویہ کو مخلد فی النار کے مجرموں میں شمار کرتی ہے - فافہم المختصر معاویہ کے ان اوصاف سے متصف ہونے کے باعث رسولؐ خدا نے فاطمہ بنت قیس مطلقۂ اباعمرو بن حفص کو معاویہ کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ نہ دیا اور فرمایا کہ وہ فقیر اور محتاج ہے - دیکھو ابوداؤد جلد اوّل صفحہ ۳۱۹ سطر ۴ باب فی نفقۃ المبتوتۃ کتاب الطلاق اور نسائی صفحہ ۵۰۹ سطر ۱۰ کتاب النکاح اذا استشارت المرئۃ رجلاً فیمن یخطبھا ہل یخبرہا بما یعلم -

غلام حیدر - اس حدیث میں جو رسولؐ خدا نے معاویہ کو فقیر اور محتاج کے لقب سے یاد فرمایا ہے - ناظرین دُنیا کی محتاجی نہ سمجھیں کیونکہ شارع کا حکم ہے کہ ان یکونوا فقہاء یفقہم اللہ - یعنی اگر مکلفین

قبل از نکاح محتاج ہوں۔ تو بعد از نکاح خدا اُن کو غنی اور صاحب مال بنا دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ معاویہ ایمان سے محتاج تہا۔ اس لئے رسول خدا نے فاطمۃ کو اُس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا فافہم وتدبر ولا تکن من الغافلین۔

غلام حیدر: ماشاءاللہ چشم بد دور معاویہ ان صفتوں سے کیوں متصف نہ ہوتا۔ حالانکہ وہ اُس قبیلہ سے ہے۔ جن کی نسبت رسول خدا سے ترمذی جلد دویم صفحہ ۵۰ سطر ۱ باب ماجاء فی الخلفاء ابواب الفتن میں ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیہم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک من شر الملوک منقول ہے۔ ترجمہ۔ تحقیق بنی امیۃ خیال کرتے ہیں۔ کہ خلافت اُن میں ہے فرمایا رسول خدا نے جھوٹے ہیں بیٹے شبلی عورت (جنکی آنکھیں سبز ہوں) کے بلکہ وہ پادشاہ ہیں بُرے پادشاہوں سے۔ نیز ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۹۰ سطر ۱۴ سورۃ لیلۃ القدر ابواب التفسیر میں بنی امیہ کی نسبت رسول خدا سے اس طرح منقول ہے۔ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای بنی امیۃ علی ممبرہ فساءہ ذالک۔ یعنی رسول خدا نے بنی امیہ کو اپنے ممبر پر دیکھا۔ اور آپ کو بُرا معلوم ہوا۔

نیز ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۵۶ سطر ۳ باب فی ثقیف وبنی حنیفۃ ابواب المناقب میں بنی امیۃ کی نسبت رسول خدا سے اس طرح منقول ہے۔ عن عمران بن حصین قال مات النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفاً وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ۔ یعنے رسول خدا فوتیدگی کے وقت تک تین قبیلوں کو بُرا سمجھتے تہے۔ بنی حنیفہ اور ثقیف

اور بنی امیہ کو ۔۔

احادیث مشتمل براوصاف حضرت عمرؓ فاروق از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ ان رجلاً اتی عمر فقال انی اجنبت فلم اجد ماءً فقال لا تصل فقال عمار اما تذکر یا امیر المومنین اذ انا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد ماءً فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فی التراب وصلیت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما کان یکفیک ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ ثم تمسح بہا وجہک وکفیک فقال عمر اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت لم احدث بہ صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ سطر ۷ کتاب الطہارۃ باب التیمم ۔

ترجمہ :۔ سعید بن عبد الرحمن بن ابزی اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق ایک شخص عمر فاروقؓ کے پاس آیا ۔ اور کہا اُس نے میں جنب کی حالت میں تہا ۔ اور نہیں ملا مجھے پانی ۔ پس کہا اُسکو عمر فاروق نے نہ نماز پڑھ تو پس کہا عمار بن یاسر نے کیا نہیں یاد آپکو

اے امیر المومنین جبکہ مجھے اور آپ کو ایک جنگ کے موقعہ پر نہانے کی ضرورت ہوئی اور نہ ملا ہمکو پانی پس آپ نے نماز نہ ادا فرمائی۔ اور میں نے زمین میں غلطان ہو کر نماز ادا کی۔ اور پھر جبکہ ذکر کیا ہم نے اس امر کو خدمت رسول خدا میں پس فرمایا رسول خدا نے کافی تھا تجکو اے عمار کہ مارتا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر پھر اون کو پھونک کر ملتا تو اپنے منہہ پر اور ہاتھوں پر پس کہا عمر فاروق نے ڈر تو خدا سے اے عمار یاسر پس کہا عمار یاسر نے اگر چاہے تو نہ بیان کروں میں اس حدیث کو۔ اور یہہ حدیث بتفاوت لیسیر صحیح بخاری صفحہ ۳۸ سطر ۱۵ کتاب التیمم باب ہل ینفخ فی ہما بعد ما یضرب بہما الصعید للتیمم جزو دویم میں اور نسائی صفحہ ۵۰ سطر ۱۰ باب التیمم فی الحضر مین اور ابوداؤد جلد اول صفحہ ۵۲ سطر ۴ باب التیمم کتاب الطہارۃ میں موجود ہے۔

غلام حیدر :- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مسائل طہارت تک کی خبر نہ تھی۔ نیز یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلا وجہ و بلا عذر تارک الصلوٰۃ بھی تھے۔ نیز یہہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ روایت ثقات صحاح ستہ عمار بن یاسر جیسے بزرگ اپنے امام کی رضامندی کے لئے امور حقہ کے کتمان پر بھی مستعد تھے۔ المختصر اگر شیعہ کو ہتک شیخین کے باعث کافر و خارج الاسلام کا لقب محب شیخین عطا کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ کتب صحاح کے مصنفین پر اس قسم کا فتوےٰ نہیں لگایا جاتا۔ حال آنکہ انہوں نے اپنی تصانیف میں شیخین کی طرف دہ دہ امر علم منسوب کئے ہیں۔ جن سے نام کا مسلمان متنفر ہے۔ (غلام حیدر عفی عنہ)

حدیث نمبر دویم

عن عمرو بن میمون الاودی قال رأیت عمر بن الخطاب فقال
یا عبد اللہ بن عمر اذھب الی ام المومنین عائشۃ فقل یقرء عمر
بن الخطاب علیک السلام ثم سلھا ان ادفن مع صاحبی قالت کنت
اریدہ لنفسی فلاوثرنہ الیوم علی نفسی فلما اقبل قال لہ مالدیک
قال اذنت لک یا امیر المومنین قال ما کان شیئٌ اھم الی من
ذلک المضجع صحیح بخاری صفحہ ۱۳۷ سطر ۲ کتاب الجنائز باب
ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر و عمر جزو ششم

ترجمہ:- عمرو بن میمون الاودی سے روائیت ہے۔ کہ اُس کی
موجودگی میں عمر بن الخطاب نے اپنے صاحبزادہ عبداللہ بن عمر کو ام
المومنین عائشہؓ کے پاس روانہ کیا اور کہا۔ کہ جا تو پاس ام المومنین
عائشہ کے اور کہو تو کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اجازت
مانگتے ہیں کہ دفن کیا جاؤں میں ساتھ اپنے دو دوستوں کے (ابوبکر
ورسول خدا) جب یہہ پیغام عبداللہ بن عمر نے عائشہ کو پہونچایا کہا
اُس نے وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ پس آج مقدم کر لی
ہے میں نے خواہش عمر فاروق اپنے نفس پر پس جبکہ واپس آئے
عبداللہ بن عمر۔ دریافت کیا اُن سے عمر فاروق نے کیا جواب لایا
ہے تو۔ کہا عبداللہ بن عمر نے اجازت دی ہے اونہوں نے آپ کو
اے امیر المومنین کہا عمر بن الخطاب نے میرے نزدیک اس کام سے بڑھکر
اور کوئی کام ضروری نہیں تہا۔ (غلام حنیفہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فاروق کو فاطمۃؑ الزہرا کے ساتھ سخت عداوت تھی۔ کیونکہ جبکہ فاطمۃ الزہرا و علیؑ المرتضیٰ نے رسولؐ خدا کی وراثت کا دعوے کیا۔ تو عمر بن الخطاب نے حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث سنائی اور جبکہ خود بدولت کو اپنے مرقد کے لیئے زمین کی ضرورت محسوس ہوئی تو حدیث لانرث ولانورث کو بالائے طاق رکھ کر حضرت عائشہ سے اس زمین کے خواستگار ہوئے۔ اگر اس حدیث کو بالائے طاق نہ رکھتے تو عائشہ صدیقہ سے کسی طرح وہ اجازت نہیں لے سکتے تھے کیونکہ اگر عائشہ صدیقہ کا اس زمین میں تصرف تھا۔ تو محض رسولؐ خدا کی زوجیت کی خاطر سے ورنہ وہ زمین عائشہ صدیقہ کو جہیز میں نہیں ملی ہوئی تھی۔ اگر ملی ہوئی تھی تو وراثت رسولؐ خدا سے بہر حال وہ زمین جس میں حضرت عمرؓ فاروق نے باجازت عائشہ اپنی قبر کھدائی وہ غصبی بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ عائشہ صدیقہ کو اس زمین کے آٹھویں حصہ کا نواں حصہ ملنا چاہیئے تھا۔ کما لایخفی علی اولی العلم المختصر عمرؓ فاروق نے فاطمۃ الزہراء کو وراثت رسولؐ خدا سے محروم رکھکر اور باقی امہات المومنین سے بالجبر وراثت رسولؐ خدا چھینکر عائشہ صدیقہ کو اس غرض سے وراثت رسولؐ خدا پر قابض بنایا کہ اس زمین میں مجھکو بھی قبر کی جگہ عطا فرما دیں۔

حدیث نمبر سوئم

عن عبد اللہ بن ہشام قال کنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم

وهو آخذ بید عمر بن الخطاب فقال له عمر یا رسول اللّٰہ لانت احب الی من کل شیئ الا نفسی فقال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا والذی نفسی بیدہ حتے اکون احب الیک من نفسک فقال له عمر فانہ الآن واللّٰہ لانت احب الی من نفسی فقال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم الآن یا عمر صحیح بخاری صفحہ ۹۸۷ سطر اوّل کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم جزو بیست و ہفتم۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ تھے ہم ساتھ رسول خدا کے۔ اور آنحضرتؐ عمر فاروق کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پس کہا رسول خدا کو عمر فاروق نے یا رسول اللہ بہت دوست رکھتا ہوں میں آپ کو ہر ایک چیز سے سوائے اپنے نفس کے یعنے اپنے نفس کو آپ سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ پس فرمایا رسول خدا نے ایسا نہیں قسم ہے مجھکو اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب دوست ہوں میں تیرا تیری جان سے زیادہ جب صحیح ہوگا اعتقاد تمہارا پس کہا رسول خدا کو عمر نے اب عزیز تر و محبوب تر ہیں آپ میرے نزدیک میرے نفس سے پس فرمایا رسول خدا نے اب اے عمر انتہے۔ ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر ۔ یہہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ عمر فاروق کو رسول خدا کے ساتھ گاڑھی دوستی پیدا کرنے پر بھی مسایل اعتقادیہ ایمانیہ تک کی بھی خبر نہ تھی۔ علاوہ اس کے عمر فاروق کا جہاد میں بھاگنا اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے۔ کیونکہ اگر رسول خدا کو اپنی جان سے

عزیز سمجھتے - تو جہاد میں ہرگز فرار قبول نہ فرماتے -

حدیث نمبر چہارم

عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبي صلے اللّٰہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدہ قال عمر ان النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللّٰہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وبین کتابہ صحیح بخاری صفحہ ۱۸ سطر ۴ کتاب العلم باب کتابۃ العلم جزو اول اور صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۴۳ سطر ۵ کتاب الوصیۃ باب ترک الوصیۃ لمن لیس لہ شئي یوصی فیہ -

ترجمہ :-

ابن عباس سے روائیت ہے - کہا ابن عباس نے - جبکہ زیادہ ہوا درد رسول خدا کا فرمایا رسول خدا نے لاؤ تم میرے پاس سامان کتابت تاکہ لکھوں میں تمہارے لئے چٹھی اُس کے لکھا جانے کے بعد نہ گمراہ ہو تم کہا عمر خطاب نے تحقیق رسول خدا پر غالب ہو گیا ہے درد یعنے بیہوشی و بے حواسی میں یہہ کلمات تلفظ کرتے ہیں - اور ہمارے پاس کتاب خدا ہے - اور وہی ہماری ہدائیت کے لئے کافی ہے پس اختلاف کیا حاضرین نے اور اس اختلاف کے باعث شورش و غل زیادہ ہوا - فرمایا رسول خدا نے اٹھ جاؤ تم میرے پاس سے اور نہیں چاہیے

میرے نزدیک جھگڑا۔ پس نکلے ابن عباس اور کہتے تھے وہ مصیبت و عذاب نازل ہو اوس شخص پر جو مانع ہوا رسول خدا صلعم کو عام طور کے بیمار کی طرح سمجھکر فرمایا۔ کہ وہ بے ہوشی میں فضول و بے اعتباری باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ خدا اپنے پیغمبر کو کل مخلوق سے ممتاز کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

نیز عمر فاروق کو باوجود اپنی معمولی علمی لیاقت کے حسبنا کتاب اللہ کا کلمہ کہنا جائز نہیں تھا۔ کیونکہ قوانین شیخ بوعلی سینا کا کسی گھر میں موجود ہونا اوس گھر کے بیماروں کے لئے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جب تک کہ اوس گھر میں اوسکو پورے طور پر کوئی آدمی سمجھنے والا موجود نہ ہو۔ اور حضرت عمر کی علمی لیاقت حاملہ کے رجم کرنے اور رسول خدا کی موت میں شک کرنے اور پانی نہ ملنے کے باعث حالت جنب میں نماز نہ پڑھنے سے اصحاب بصیرت پورے طور پر معلوم کر سکتے ہیں۔ نیز حضرت ابن عباس کا اوس موقعہ پر مانع کتابت پر بد دعا کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ مانع کتابت نے بڑا سخت جرم کیا واللہ اعلم بالصواب[۱]۔

[۱] حاصل آنکہ کسانیکہ این حدیث را صحیح دانند ایشان را سہ امر مندرجۂ ذیل در ذات حضرت عمر فاروق قبول کردن لازم است۔ اوّل آنکہ آیۃ کریمہ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ شک نیست کہ ارادہ نبوی مسبوق بارادۂ الٰہی بود پس تمکین ارادۂ نبوی نکردن تمکین اوامر و نواہی را نکردن است و کفر را بغیر ازین معنی نیست۔ بلکہ اشد مراتب کفر است۔ دوئم وصیت خواہ واجب باشد خواہ سنت و خواہ مباح امرے از امور دینیہ است و مانع حضرت رسول شدن در امرے از امور شرعیہ بغیر ازانکہ نزدے نفاق و کفر باشد محلے دیگر ندارد۔ سوئم۔ مخالفین از ابن عباس

(حاشیہ:) کی تحریری الکتب من۔ خلاصہ جملہ۔ اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت عمر فاروق سے بعد رسول اعظم

حدیث نمبر پنجم

عن ابن عباس قال اتی عمر بمجنونۃ قد زنت فاستشار فیہا اناسًا
فامر بہا عمر رضی اللہ عنہ ترجم فمر بہا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۲) نقل کردہ اند۔ کہ واز حضرت رسالت پناہ روایت نمود
کہ آنحضرت گفت من ابغض اہل البیت بعثہ اللہ یوم القیامت یہودیا۔ پس ازین
نزاع حضرت رسول خدا غضبناک شد و روئے خود را از ایشان گردانیدہ گفت از پیش من
برخیزید و رنجانیدن آنحضرت رنجانیدن خدا است و آں کفر است۔ چہارم آنکہ نسبت
ہذیان برسول خدا خصوصاً در امر شرعیہ بمنزلہ نسبت ہذیان بجناب کبریا است و ایں نسبت موجب
کفر و زندقہ است۔ پنجم: نسبت ہذیان بہر شخصے کہ باشد البتہ موجب اہانت و کسر حرمت
اوست۔ پس بحضرت رسالت یقین است کہ عین نفاق و محض کفر است۔ ششم آنکہ
ابی بکر ہم در مرض موت کاغذ طلبید و عمر را خلیفہ کرد و آں ہذیان نبود و کتاب خدا ہم دران
وقت بود۔ و یاراں را کافی نبود۔ پس مرتبہ ابوبکر را از مرتبہ رسول خدا بہتر دانستن و ایں
نسبت ہذیان را بہ ابوبکر ندادن کم از نفاق و کفر نباشد۔ ہفتم۔ آنکہ تمکین امر رسول در حال بیماری
نکردن۔ مستلزم نفی رسالت آنحضرت است چہ اگر آنحضرت بر نبوت باقی است تفاوتی میانہ
صحت و بیماری او نیست و منع وے از اجرائے احکام شریعت کفر است و اگر مراد او نفی
نبوت است و در حال بیماری ایں معنی اشد از اول است۔ بہر تقدیر لزوم کفر و زندقہ آں عزیز
ظاہر و باہر زیرا آنکہ کلام آنحضرت را در حال بیماری ہذیان دانستند پس چون در مشکوۃ حدیث نقل
شدہ کہ بعد از دوات و کاغذ طلبیدن مخالفت نمودن اصحاب حضرت رسالت ایشاں را
بسہ چیز امر نمود کہ یکے بیرون کردن مشرکین بود از جزیرۂ عرب و دریں ۳ چیز اطاعت نمودن
واہمال و ہذیان نبود و حسبنا کتاب اللہ عمر گفتہ غرضش تزویر و تلبیس بود کہ آں کتاب برقم

فقال ماشان ھذہ قالوا مجنونة بنی فلان زنت فامر بھا عمر رضی اللّٰہ عنہ ان ترجم قال فقال ارجعوا بھا ثم اتاہ فقال یا امیر المومنین اما علمت ان القلم رفع عن ثلاثۃٍ عن المجنون حتی یبرء و عن النائم حتی یستیقظ و عن الصبی حتی یعقل قال بلی قال فما بال ھذہ ترجم قال لا شیئ قال فارسلھا قال فجعل یکبر ابوداود جلد دویم صفحہ ۲۵۶ سطر ۱۵ کتاب الحدود باب فی المجنون یسرق او یصیب حداً۔

ترجمہ :- ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا ابن عباس نے لائی گئی پاس عمر فاروق کے ایک عورت مجنونہ جس نے زناء کیا تھا۔ پس مشورہ لیا حاضرین مجلس سے حضرت عمرؓ نے اُس عورت کے بارے میں پس حکم دیا عمرؓ فاروق نے اوس کے لئے رجم کا پس گذرے اوس عورت کے پاس سے علیؓ مرتضیٰ جبکہ اُس عورت کو رجم کے لئے لے جارہے تھے۔ پس دریافت کیا علیؓ مرتضےٰ نے کیا حالت ہے اس کی کہا لوگوں نے یہہ فلاں قبیلہ کی دیوانی عورت ہے۔ اور اس نے زناء کیا ہے اور عمر فاروق نے اس کے رجم کا حکم دیا ہے پس فرمایا علیؓ مرتضیٰ نے پھیر لاؤ تم اسکو پھر گئے علیؓ المرتضےٰ پاس عمر فاروق کے اور فرمایا علیؓ مرتضےٰ نے اے امیر المومنین کیا نہیں معلوم آپ کو کہ تین قسم کے آدمی مرفوع القلم ہیں دیوانے جب تک دیوانگی سے بری نہ ہوں اور سوئے ہوئے جب تک بیدار نہ ہوں اور نابالغ جب تک جوان نہ ہون کہا عمر فاروق نے بیشک پھر کہا علیؓ مرتضےٰ نے پھر اسکو کیون رجم کیا جاتا ہے کہا عمر فاروق نے اس پر کوئی حد نہیں پھر کہا علیؓ مرتضےٰ نے اس عورت کو چھوڑ دو کہا ابن عباس نے پھر حضرت عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا۔ کہا ابن عباس نے پھر حضرت عمرؓ

فرط مسرت کے باعث تکبیریں کہتے تھے۔

غلام حیدر :- ناظرین اس حدیث کو ملاحظہ فرماویں۔ پھر عقاید مخالفین اثنا عشری المذہبوں کی داد دین کہ کیا جس شخص کو ایک معمولی فقیہ کی طرح مسائل شرعیہ میں لیاقت نہ ہو اسکو علی المرتضےٰ سے افضل سمجھنا بت پرستی نہیں تو کیا ہے۔ اور اس موقعہ پر آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون سے کام لینا بجا ہے یا بے جا۔

حدیث نمبر ششم

عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و سنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم فامضاہ علیہم صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۴۷۷ سطر ۲۳ کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث۔

ترجمہ :- ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا اس نے تھی طلاق الثلاث (ایک مجلس میں بلا فصل عورت کو تین مرتبہ طلاق دیدینا) زمانہ رسول خدا اور ابوبکر اور دو سال خلافت عمر میں ایک طلاق پھر کہا عمر نے لوگوں نے جلدی کردی ہے اس کام میں جس میں اُن کو مہلت تھی پس اگر مقرر کردوں میں اُن لوگوں پر اس امر کو تو بہتر ہوگا۔ پس بنا دیا عمر نے طلاق الثلاث کو طلاق الثلاث

غلام حیدر :- میں اس حدیث کو پڑھکر تعجب کرتا ہوں کہ حضرت عمر والی پارٹی کے لوگوں کو محبت عمری نے اس قدر خود رفتہ کردیا ہے۔ کہ حضرت

رسولِ خدا تو بجائے خود حضرت ابوبکر کی پیروی کو بھی بالائے طاق رکھ کر اپنی عورتوں کی مدت العمر کی فارغ خطی لعن اللّٰہ المحلل والمحلل لہ کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتے یدع بدعتہ کی رسی میں پرو کر خود اور اپنے پیشوا مبتدع کے گلے کا ہار بنا کر خسر الدنیا والعقبیٰ کے مصداق بنتے ہیں -

حدیث نمبر ہفتم

عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃً فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل نفسہ و یصلی الرجل فیصلی بصلوتہ الرھط فقال عمر انی اری لو جمعت ھولاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب ثم خرجت معہ لیلۃً اخری والناس یصلون بصلوۃ قارئھم قال عمر نعم البدعۃ ھذہ انتھے موضع الحاجۃ صحیح بخاری صفحہ ۱۹۹ سطر ۱۶ کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان جزو ھشتم -

ترجمہ:- عبدالرحمن روائت کرتے ہیں کہ گیا میں ساتھ عمر بن الخطاب کے ایک رات رمضان شریف میں طرف مسجد کے پس لوگ الگ الگ نماز نوافل رمضان ادا کر رہے تھے پس کہا عمر نے میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو ایک قاری کے ساتھ نماز نوافل رمضان ادا کرنے پر مامور کیا جاوے تو بہتر ہوگا پھر آپنے کوشش کے ساتھ ایسا کیا یعنے ابی بن کعب کے ساتھ لوگوں کو نماز

نماز نوافل رمضان ادا کرنے پر مامور کیا پھر بعد اس کے گیا میں ساتھ عمر فاروق کے مسجد کی طرف ایک اور رات کو اور لوگ جماعت کے ساتھ نماز نوافل رمضان ادا کر رہے تھے۔ کہا عمر نے یہہ بہت عمدہ بدعت ہے۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوافل رمضان شریف کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا حضرت عمر کا ایجاد ہے۔ پھر حضرت عمر کا کل بدعۃ ضلالۃ فرمودہ رسول خدا کو فراموش کر کے اپنی ایجاد کو نعم البدعۃ سے تعبیر کرنا قابل داد ہے۔

حدیث نمبر ہشتم

عن جابر بن عبد اللہ ان عمر بن الخطاب یوم الخندق جعل یسب کفار قریش صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۲۲۷ سطر ۱۱ کتاب الصلوۃ باب الدلیل لمن قال الصلوۃ الوسطی۔ صلوۃ العصر و صحیح بخاری صفحہ ۲۴۴ سطر ۱۳ کتاب المغازی باب غزوہ خندق جزو مشانزدہم اور نسائی صفحہ ۲۲۴ سطر ۶ کتاب السہو باب اذا قیل رجل ہل صلیت ہل یقول لا اور ترمذی جلد اوّل صفحہ ۲۴ سطر ۲۹ باب ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوۃ بایتہن یبدا ابواب الصلوۃ میں موجود ہے۔

ترجمہ:۔ عمر بن الخطاب بروز جنگ خندق کفار قریش کو گالیاں دیتے تھے۔

غلام حیدر:۔ خداوند تعالے قرآن شریف میں کفار کی دشنام دہی سے منع کرتا ہے۔ اور حضرت عمر فاروق کفار قریش کو گالیاں دیتے ہیں جب یہہ مسئلہ دوستداران عمر فاروق کی صفت میں بغرض وضاحت پیش

کیا جاتا ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کو آیات منسوخہ میں شمار کیا ہے۔ دیکھو عمر فاروق کو مشالب پوشی کے لئے جلال الدین سیوطی کے کہنے پر عمل کر کے آیت کلام اللہ کو منسوخ سمجھا جاتا ہے اور جب کوئی دوست دار خاندان رسول فضائل اہل بیت میں قول الٰہی پیش کرتا ہے۔ تو اس قول کے قائل کو رفض سے متہم کیا جاتا ہے۔ ؎

ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حدیث نمبر نہم

عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکر عند امرأتہ ابنۃ خارجۃ بالعوالی فجعلوا یقولون لم یمت النبی صلے اللہ علیہ وسلم انما ھو بعض ما کان یاخذہ عند الوحی فجاء ابو بکر فکشف عن وجہہ وقبل بین عینیہ وقال انت اکرم علی اللہ ان یمیتک مرتین قد واللہ مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمر فی ناحیۃ المسجد یقول واللہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یموت حتے یقطع ایدی اناس من المنافقین کثیراً وارجلہم فقام ابو بکر فصعد المنبر فقال من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لم یمت ومن کان یعبد محمد فان محمداً قد مات وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین قال عمر فلکانی لم اقرء ھا الا یومئذٍ ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۸ سطر ۱۰ باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور بخاری صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۳ کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت پارہ پنجم میں یہہ حدیث بتفاوت یسیر موجود ہے ۔
ترجمہ :۔ عائشہ سے روایت ہے کہ جب فوت ہوئے رسول خدا ابوبکر موجود نہیں تھے ۔ اور حاضرین کہتے تھے ۔ کہ رسول خدا نہیں فوت ہوئے سوائے اس کے نہیں یہہ حالت اوس حالت جیسی ہے جو نزول وحی کے وقت رسول خدا پر ہوا کرتی تھی ۔ پس آئے حضرت ابوبکر پس ننگا کیا آپ نے منہ حضرت کا اور بوسہ دیا اونہوں نے درمیان دونوں آنکھوں حضرت رسول خدا کے اور کہا ابوبکر نے کہ بلند تر ہے درجہ آپ کا خدا کے نزدیک اس امر سے کہ مارے آپ کو دو مرتبہ تحقیق قسم ہے اللہ کی فوت ہوگئے ہیں رسول خدا اور عمر خطاب ناحیہ مسجد میں کہتے تھے قسم ہے خدا کی نہیں فوت ہوئے رسول خدا اور نہ مریں گے حضرت رسول خدا جب تک نہ قطع کریں آپ ہاتھ پیر اکثر منافقوں کے پس کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر اور بیٹھے ممبر پر پھر فرمایا جو کوئی خدا کی پرستش کرتا ہے پس تحقیق خدا زندہ ہے اور نہیں مرا اور جو کوئی محمد رسول خدا کی پرستش کرتا ہے ۔ پس تحقیق محمد فوت ہوگیا ہے ۔ اور نہیں تھا محمد مگر پیغمبر تحقیق گزر چکے ہیں پہلے اون سے پیغمبر پس اگر مر جاوے وہ (محمد) یا قتل کیا جاوے پھر جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں پر اور جو کوئی پھر جاویگا ۔ تم سے اپنی ایڑیوں پر پس ہرگز نہیں ضرر پہونچا سکتا وہ خدا کو اور خدا عنقریب جزا دے گا شکر کرنے والوں کو ۔ کہا عمر نے پس تحقیق گویا کہ نہیں پڑھا تھا میں نے اس آیت کو مگر آج کے دن سنے ۔

ترجمہ الحدیث غلام حیدر ۔ اگر کوئی انصاف پرست اس

حدیث میں غور کرے تو فی الفور معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فاروق مضامین کلام خدا سے کلیۃً بے خبر تھے۔ ماشاء اللہ چشم بد دور اسی لیاقت پر حضرت عمرؓ فاروق کو علیؑ مرتضےٰ پر فضیلت دی جاتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حدیث نمبر دہم

صحیح بخاری ص۶۱۸ سطر ۱۳ کتاب المغازی باب قول اللہ تعالےٰ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ الی قولہ غفور رحیم جزو ہفتادہم میں ایک طویل حدیث کے تتمہ میں یہہ عبارت موجود ہے وانہزم المسلمون وانہزمت معہم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس قال امر اللہ ثم تراجع الناس الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اقام بینۃ علی قتیل قتلہ فلہ سلبہ انتہی موضع الحاجتہ۔

ترجمہ:۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ جنگ حنین کے دن مسلمان بھاگ گئے۔ اور میں بھی بھاگا پس ناگاہ دیکھا میں نے عمرؓ خطاب کو اُن لوگوں میں جو بھاگے تھے پس دریافت کیا میں نے عمر خطاب سے کیا حال ہے لوگوں کا کہا انہوں نے جو خدا کی مرضی تھی۔ پھر واپس آئے لوگ خدمت رسول خدا میں پھر فرمایا رسول خدا نے جو شخص ثبوت پیش کرے کہ اس مقتول کو میں نے قتل کیا ہے پس اوس شخص کے لئے ہے اسباب اس کے مقتول کا۔

غلام حسین رہ:۔ میں افسوس کرتا ہوں اُن بزرگوں کے انصاف پر جو

صحیح بخاری کی اس قسم کی روایات سے تسامح کرکے غیر تیں کو والتولی یوم الزحف کے داغ سے بچانے کی بے جا کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ بعض متعصب و بے انصاف چمگادڑ کی طرح آفتاب حقیت سے آنکھیں بچرا کر اسلام و اہل اسلام کا ساخذ عمر بن الخطاب ہی کو قرار دیتے ہیں۔ حال آنکہ یہہ وہ شخص ہے۔ جو جنگ حنین میں عوام الناس کے ساتھ بھاگا پھرتا تھا۔ اور جب کسی نے بطور تعجب آپ سے اس امر کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مرضیٔ خدا ہی ایسی ہے۔

بیت

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعل بد تو یہہ کریں شکوہ کریں یزدان پر

حدیث نمبر ۱۱

عن ابی موسیٰ الاشعری انہ کان یفتی بالمتعۃ فقال لہ رجل رویدک ببعض فتیاک فانک لا تدری ما احدث امیر المومنین فی النسک بعدک حتی لقیہ بعد فسالہ فقال عمر قد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ و اصحابہ و لکنی کرھت انتہی موضع الحاجۃ ابن ماجہ جلد دویم صفحہ ۲۲۰ سطر ۸ باب تمتع بالعمرۃ الی الحج اور نسائی صفحہ ۴۳۵ سطر ۶ کتاب مناسک الحج التمتع۔

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ وہ فتوے دیتے تھے حج متعہ

سلہ حج متعہ کی تعریف یہہ ہے کہ احرام باندھا ہوئے مسافت تو کہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکانات سے فارغ ہو کے بعد ازاں پھر فارغ ہو کر احرام باندھ تا حج کو ادا کی حالت میں کہتے ہے۔ از عینی شرح صحیح بخاری۔ مولف عفی عنہ۔

کا پس کہا اون کو ایک شخص نے روک لیں آپ اپنے بعض فتوے پس تحقیق نہیں جانتے آپ کہ کیا کاٹ چھانٹ کی ہے امیر المومنین نے ارکان حج میں بعد تیرے پس ملے اس معاملہ کے بعد ابو موسے کو عمر خطاب پس دریافت کیا اون سے ابو موسے نے مسئلہ جواز یا عدم جواز حج متعہ کا پس فرمایا عمر فاروق نے تحقیق جانتا ہوں میں کہ رسول خدا اور اُن کے صحابہ نے حج متعہ کو کیا ہے ۔ لیکن میں حج متعہ کو مکروہ سمجھتا ہوں ۔

غلام حیدر :- حضرت عمر فاروق کی اس بدعت کے متعلق میں اپنی کوئی رائے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا ۔ لیکن علمائے کرام سے مستفسر ہوں کہ حضرت عمر کی اس بدعت کو ملحوظ فرما کر بیان فرماویں ۔ کہ حضرت عمر فاروق کو اُس حدیث کے ذیل میں جو ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۶ سطر ۱ باب اجتناب البدع والجدل میں لکھی ہوئی ہے ۔ داخل کرنے سے کون امر مانع ہے ۔ اور حضرت عمر کی اس ایجاد کی نسبت صحیح بخاری صفحہ ۶۹۸ سطر ۲۷ ابتدائے کتاب التفسیر سورہ بقر باب فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج جزو میں جم میں رسول خدا سے اس طرح منقول ہے ۔ عن عمران بن حصین قال انزلت آیتہ المتعتہ فی کتاب اللہ ففعلنا ھا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم ینزل قرآن یحرمہ ولم ینہ عنہا حتے مات قال رجل برائہ ماشاء ۔

ترجمہ :- عمران بن حصین نے کہا نازل ہوئی آیت متعہ کتاب خدا میں پس عمل کیا ہم نے اوس پر معیت رسول خدا میں اور نہیں حرام کیا حج متعہ کو قرآن نے اور نہ منع کیا اس سے رسول خدا نے اور فرمایا رسول خدا نے کہے گا حج متعہ میں ایک شخص اپنی رائے سے جو چاہئے گا وہ اور یہ حدیث ابن ماجہ

جلد دویم صفحہ ۲۲۰ سطر ۴ باب التمتع بالعمرۃ الی الحج میں بھی موجود ہے
اور مضمون مذکور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۳۹۳ سطر ۱ کتاب الحج باب بیان
وجوہ الاحرام وانہ یجوز افراد الحج والتمتع والقران میں اس طرح منقول ہے۔
عن ابی نضرۃ قال کان ابن عباس یامرنا بالمتعۃ وکان ابن الزبیر ینہی عنہا قال فذکرت ذلک لجابر بن عبد اللہ فقال
علی یدی دار الحدیث تمتعنا مع رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فلما قام عمر قال ان اللہ کان یحل لرسولہ صلے
اللہ علیہ وسلم بما شاء وان القرآن قد نزل منازلہ فاتموا
الحج والعمرۃ کما امرکم اللہ وابتوا نکاح ھذہ النساء فلن اوتی
برجل نکح امرأۃ الی اجل الا رجمتہ بالحجارۃ۔
ترجمہ :- ابی نضرۃ فرماتے ہیں کہ ابن عباس اجازت دیتے تھے
ہم کو متعہ کی اور ابن زبیر منع کرتے تھے اُس سے پھر ذکر کیا ابی
نضرۃ نے اس امر کو جابر بن عبد اللہ کے پاس پس کہا جابر نے میرے
ہاتھوں پر حدیثیں پھرتی ہیں متعہ کرتے تھے ہم ساتھ رسول خدا کے
پس جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطاب کہا اونہوں نے خدا وند جل
وعلا نے اپنے رسول کے لئے حلال کر دیا جس امر کے خواستگار
ہوئے وہ اور تحقیق قرآن اپنی جگہ پر نازل ہوا ہے پس بجا لاؤ تم حج
اور عمرہ جیسے حکم دیا ہے تمکو خدا نے اور دائمی نکاح میں رکھو تم ان
عورتوں کو پس جس کسی نے متعہ کیا ساتھ عورتوں کے پس ضرور
سنگسار کروں گا میں اُس کو۔ اور حضرت عمرؓ کے صاحب زادہ
عبد اللہ سے اس معاملہ میں ترمذی جلد اوّل صفحہ ۱۰۶ سطر ۲۶ باب

ماجاء فی التمتع ابواب الاحرام میں اس طرح منقول ہے۔ عن ابن شہاب ان سالم بن عبد اللہ حدثہ انہ سمع رجلا من اہل الشام وھو یسأل عبد اللہ بن عمر عن التمتع بالعمرۃ الی الحج فقال عبد اللہ بن عمر ھی حلال فقال الشامی ان اباک قد نہی عنہا فقال عبد اللہ بن عمر ارئیت ان کان ابی نہاعنہا وصنعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل بل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہ سنا سالم بن عبد اللہ نے ایک شخص اہل شام کو کہ پوچھا اس نے عبد اللہ بن عمر سے مسئلہ حج متعہ کا پس کہا عبد اللہ بن عمر نے حلال ہے وہ پس کہا اس شخص شامی نے تحقیق باپ تیرا منع کرتا تھا اس کو پس کہا عبد اللہ بن عمر نے کیا خیال ہے تیرا اگر باپ میرا منع کرتا تھا اس سے اور تحقیق کیا ہے اس کو رسول خدا نے حکم باپ میرے کا مانا جاوے گا۔ یا حکم پیغمبر خدا پس کہا اس شامی نے بلکہ حکم رسول خدا کا مانا جاوے گا۔

غلام حیدر:۔ ان احادیث مذکورہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حلال خدا اور رسول خدا کو حرام بنا کر سب سے اول دین رسول خدا کی تحریف کی۔ پس اگر ان احادیث کو صحیح قرار دیا جاوے تو بزرگ حضرت عمر کی نسبت شیعہ کے ساتھ متفق الراء نہوں۔ تو انصاف سے بعید ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

عن ابی الزبیر المکی حدثنی انس بن مالک انہا صلیت لرسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ داجنٌ وھو فی دار انس بن مالک وشیب لبنھا بماءٍ من البئر التی فی دار انس بن مالک فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدح فشرب منہ حتے اذا نزع القدح من فیہ وعلی یسارہ ابو بکر وعن یمینہ اعرابی فقال عمر وخاف ان یعطیہ الاعرابی اَعْطِ ابا بکر یا رسول اللہ عندک فاعطاہ الاعرابی الذی عن یمینہ ثم قال الایمن فالایمن صحیح بخاری صفحہ ۳۴۳ سطر ۸ کتاب المساقات باب فی الشرب جزو نہم - اور صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۱۸۴ سطر ۱۲ - کتاب الاشربۃ باب ادارۃ الماء علی یمین المبتدی

ترجمہ :- انس بن مالک نے اپنی بکری کا دودھ دوہکر رسول خدا کے لئے شربت بنایا پس دیا اس نے پیالہ شربت کا رسول خدا کو پس جبکہ پی چکے رسول خدا اور تھا اس وقت ابوبکر بائیں طرف رسول خدا کے اور دہنی طرف رسول خدا کے ایک اعرابی تہا - پس کہا عمر فاروق نے اس خوف سے کہ ندیں رسول خدا پیالہ اعرابی کو یا رسول اللہ عطا فرمائیے شربت ابوبکر کو پس دیدیا رسول خدا نے شربت اعرابی کو . . . . .

. . . .

جو آپ کی دہنی طرف بیٹھا ہوا تہا - پھر فرمایا رسول خدا نے دہنی طرف سے سلسلہ وار شربت تقسیم کرو انتہے ۔

غلام حیدر :- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - کہ حضرت عمر فاروق کے مزاج میں خود پسندی تھی اگر خود پسندی نہ ہوتی تو اعرابی پر حضرت ابوبکر کو فوقیت نہ دیتے حال آنکہ رسول خدا نے اعرابی

کو حضرت ابو بکر سے بہتر سمجھ کر حضرت عمرؓ کی فرمائش کو بالائے طاق رکھا عبرت عبرت عبرت وما علینا الا البلاغ۔

احادیث مشتمل بر اوصاف حضرت ابو بکر

از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ و اخو رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم و انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب صلیت قبل الناس بسبع سنین ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ باب فضل علی۔

ترجمہ:- فرمایا علیؑ المرتضیٰ نے میں ہوں بندۂ خدا اور برادر محمد مصطفےٰ رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ ما دام الارض والسماء اور میں ہوں بہت سچا نہ پسند کرے گا کوئی شخص اس لقب (صدیق) کو اپنے لئے سوائے میرے لیکن سخت دروغ گو کیونکہ سب لوگوں سے پہلے میں نے سات سال نماز ادا کی۔

غلام حیدر:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علیؑ مرتضیٰ نے اپنے علم لدنی کے باعث حضرت ابو بکر کے اس لقب کے پسند

کرنے کو معلوم کر کے اُن کی تہدید کے لئے لقب کذاب اُن کے لئے تجویز فرمایا - اور بعض لوگ کلمہ بعدے کی آڑ میں حضرت ابو بکر کی اس صفت کو پوشیدہ کرنے کی فضول کوشش کرتے ہیں - اور کلمہ صلیت قبل الناس بسبع سنین کو اُڑا دیتے ہیں - حال آنکہ اس کلمہ سے معلوم ہوتا ہے - کہ علی المرتضٰے نے سب سے پہلے رسُول خدا کی تصدیق کی - جس میں حضرت ابو بکر بھی شامل ہیں - فاضہم ولا تکن من الغاصبین -

حدیث نمبر دویم

عن محمد بن علی قال سمعت جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قد جائنا مال البحرین لقد اعطیتک ھکذا و ھکذا و ھکذا و قال بیدیہ جمیعاً فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یجیئ مال البحرین فقدم علی ابی بکر بعدہ فامر منادیاً فنادی من کانت لہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ او دین فلیاتِ فقمت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو قد جائنا مال البحرین اعطیتک ھکذا و ھکذا و ھکذا فحثی ابو بکر مرۃ ثم قال لی عدھا فعددتھا فاذا ھی خمس مائۃ فقال خذ مثلیھا - صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۵۴ سطر ۵ کتاب الفضائل باب سخائہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح بخاری صفحہ ۳۰۶ سطر ۱۰ کتاب الکفالۃ باب من تکفل عن میتٍ دیناً جزو پنجم -

ترجمہ:- جابر بن عبد اللہ نے کہا۔ کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جب آئیگا مال بحرین کا تحقیق دونگا میں تم کو اس طرح اس طرح اس طرح اور کہا جابر نے ان اشاروں کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ پس فوت ہوگئے رسول خدا پہلے اس سے کہ مال بحرین کا پس آیا مال بحرین خلافت ابو بکر میں پس جبکہ آ گیا بحرین کا ڈونڈی پٹوائی ابو بکر نے کہ جس شخص کا وعدہ یا قرض رسول خدا کے ذمہ ہے پس آدے وہ ہمارے پاس پس کھڑا ہو گیا میں اور کہا میں نے تحقیق رسول خدا نے فرمایا تھا۔ کہ جب مال بحرین ہمارے پاس آوے گا دوں گا میں تجھ کو اس طرح پر اس طرح اس طرح پر پس مٹھا بھر احضرت ابو بکر نے اور کہا مجھکو گنو پس گنا میں نے ان کو پس وہ پانسو تھے پس فرمایا ابو بکر نے لے جا تو دو مثلیں اس کی۔

قولہ حصہ دوم۔ حضرت ابو بکر نے اتنی رقم محض جابر کی زبان پر اعتبار کر کے بغیر ثبوت طلب کرنے کی جابر کو عطا فرمائی۔ کیونکہ وہ معتبر صحابی تھا۔ اوس پر کسی قسم کی بدگمانی ہو نہیں سکتی تھی۔

ناظرین اس موقع پر مجھ کو ایک اور بات یاد آئی ہے۔ کیا جبکہ جناب خاتون جنت باغ فدک پر قابض ہونے کی غرض سے دربار ابو بکر میں قدم رنجہ فرمایا آیا اس موقعہ پر بھی حضرت ابو بکر نے ایسا ہی کیا نہیں بلکہ حضرت ابو بکر نے دختر رسول خدا کو معاذ اللہ خاک بدہان کاذب سمجھکر ثبوت طلب کیا۔ چنانچہ علی المرتضےٰ و حسنین شہادت میں پیش ہوئے آخر کار ان حضرات کو بھی معاذ اللہ دروغگو قرار دیکر فاطمۃ الزہرا کا دعوےٰ داخل دفتر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو خاندان رسول خدا کے ساتھ سخت محبت تھی۔

اور مضمون مذکور نسخہ آخر ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۱۹ سطر ۷ باب ما جاء فی العدۃ
ابواب الاستیذان میں یوں مندرج ہے۔ عن ابی جحیفۃ قال رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض قد شاب وکان الحسن
ابن علی یشبہہ صلعم وامر لنا بثلاثۃ عشر قلوصًا فذھبنا لنقبضہا فاتانا
موتہ فلم یعطونا شیئاً فلما قام ابوبکر قال من کانت لہ عند رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ فلیجیٔ فقمت الیہ فاخبرتہ فامرلنا
بہا یعنی ابی جحیفہ کو ابوبکر نے بارہ راس اونٹنی جوان کے محض اُس کی
زبان پر اعتبار کرکے عطا فرمائیں۔ غرضیکہ ابوبکر کے نزدیک سوا فاطمۃ الزہرا
و علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ و حسین سید الشہدا کے باقی سب لوگ راستگو تھے
کیونکہ اُن کو خدا نے آیت تطہیر کا مورد قرار دے کر ہر ایک عیب سے پاک
فرمایا۔ اگر حضرت خلیفہ صاحب آیت تطہیر کے عامل بنتے تو ایام جاہلیت
کے پرانے احباب کے نزدیک جھوٹا قرار دیئے جاتے۔

عن عائشۃ قالت لنقل یوم کان یاتی علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الا یاتی فیہ بیت ابی بکر احد طرفی النہار فلما اذن
لہ فی الخروج الی المدینۃ لم یرعنا الا وقد اتانا ظہرًا فخبر بہ ابوبکر
فقال ما جاءنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الساعۃ
الا من حدث فلما دخل علیہ قال لابی بکر اخرج ما عندک
قال یا رسول اللہ انما ھما ابنتای یعنی عائشۃ و اسماء قال اشعرت

انه قد اذن لی فی الخروج قال الصحبتہ یا رسول اللہ ان عندی ناقتین اعددتهما للخروج فخذ احدیهما قال فقد اخذتها بالثمن صحیح بخاری صفحہ ۲۱۱ سطر ۱۴ کتاب البیوع باب اذا اشتری متاعًا او دابۃً فوضعہ عند البائع جزو ششم۔

ترجمہ:۔ کہا عائشہ رضؓ نے ایسا دن کمتر آتا تھا رسول خدا پر لیکن رونق افروز ہوتے آنحضرت اوس دن میں خانۂ ابوبکرؓ میں بوقت صبح یا بوقت عصر پس جبکہ اجازت ملی آنحضرت کو ہجرت کی مکہ سے مدینہ کی طرف اور تحقیق آئے آنحضرت خانۂ ابوبکرؓ میں بوقت ظہر پس اطلاع دی گئی ابوبکرؓ پس کہا ابوبکرؓ نے کہ نہیں تشریف لائے اس وقت رسول خدا مگر کسی حادثہ کے باعث پس جبکہ داخل ہوئے ابوبکر خدمت رسول خدا میں فرمایا رسول خدا نے ابوبکر کو تخلیہ کر و یعنی جو کوئی گھر میں ہے اُس کو نکالدو فرمایا ابوبکر نے سوائے میری دو لڑکیوں کے یعنے عائشہ اور اسماء کے اس گھر میں اور کوئی نہیں، فرمایا رسول خدا نے کیا خبر ہے تجھکو تحقیق اجازت ملی ہے مجھ کو ہجرت کی۔ کہا ابوبکر نے میں بھی آپکے ساتھ ہوں یا رسول اللہ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں تیار کیا ہے اُن دونوں کو ہم نے واسطے ہجرت کے پس لے لیں آپ ایک اون دونوں میں سے۔ فرمایا رسول خدا نے پس لے لی ایک اُن میں سے میں نے ساتھ قیمت کے انتہے۔ ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوبکر نے رسولؐ خدا کے ساتھ نہایت ہی درجہ کے سلوک کئے۔ کیونکہ ایسی مصیبت کے

وقت رسولِ خدا پر اپنی اونٹنی فروخت کی اور وہ بھی ڈبل قیمت پر جیسا کہ اس حدیث کی شرح میں شارحین بخاری نے تصریح کی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ ابو بکر نے عیش وعشرت و وسیع الدستی کی حالت میں رسولؐ خدا سے یہہ سلوک کیا اور بعد از ہجرت تو ابا بکر خود محتاج تھے رسولؐ خدا کے ساتھ کیا مروت کر سکتے تھے۔

حدیث نمبر ۴

عن المسور بن مخرمة و مروان فی وسط حدیثٍ طویل فقال له ابو بکر الصدیق امصص لبظر اللات بخاری صفحہ ۲۷۹ سطر ۸ کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد و المصالحة مع اهل الحرب و کتابة الشروط جزو یازدهم۔

ترجمہ:۔ ابو بکر نے اپنے مخاطب سے فرمایا چوس تو شرم گاہ لات (اسم بت ہے) کی۔

غلام حیدر:۔ حضرت ابو بکر نے اخلاق محمدی سے خوب حصہ لیا ماشاء اللہ اسی نرم لسانی و حلیم الطبعی کے لحاظ سے خلیفہ اوّل مقرر ہوئے المختصر جن بزرگوں کو صحابہ کی اس نرم لسانی کا علم ہے وہ اہل شیعہ کو معاندین اہل بیت کے لعن وطعن سے کسی طرح منع نہیں کر سکتے۔

حدیث نمبر ۵

اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة ام المومنین اخبرته

ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتے توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشھر قالت وکانت فاطمۃ تسئل ابابکر نصیبھا مما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیبر و فدک و صدقتہ بالمدینۃ فابی ابو بکر علیھا ذلک و قال لست تارکا شیئا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل بہ الا عملت بہ فانی اخشی ان ترکتہ شیئا من امرہ ان ازیغ فاما صدقتہ بالمدینۃ فدفعھا عمر الی علی و عباس فاما خیبر و فدک فامسکھما عمر و قال ھما صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانتا لحقوقہ التی تعروہ و نوائبہ و امرھما الی من ولی الامر قال فھما علی ذلک الی الیوم صحیح بخاری صفحہ ۴۲۰ سطر ۳ کتاب الخمس باب فرض الخمس جزو دوازدھم۔

ترجمہ:۔ عروہ بن زبیر کو عائشہ صدیقہ نے خبر دی۔ کہ تحقیق فاطمہؑ دختر رسولؐ خدا نے بعد از فوتیدگی رسولؐ خدا ابوبکر سے استدعا کی۔ کہ تقسیم کردے وہ فاطمۃ الزہرا کو حصہ اُن کا ترکہ و وراثت رسولؐ خدا سے پس کہا اُن کو ابوبکر نے تحقیق رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں کیا جاتا

جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ پس غضبناک ہوئیں حضرت فاطمۃ الزہراء ابوبکر پر۔ پس مرنے تک وہ ابوبکرؓ سے روٹھی رہیں۔ اور زندہ رہیں وہ بعد رسولؐ خدا کے چھ مہینے۔ کہا عائشہ صدیقہ نے کہ مانگتی رہیں فاطمۃ الزہراء ابوبکرؓ سے حصہ اپنا ترکہ رسولؐ خدا سے مال خیبر اور فدک اور صدقہ مدینہ سے پس ابوبکر نے اس مال کے دینے سے انکار کیا اور کہا ابوبکر نے نہ چھوڑوں گا میں اوس کام کو جس کو رسولؐ خدا کیا کرتے تھے۔ اور میں بھی اوسی طرح کروں گا۔ تحقیق ڈرتا ہوں میں اگر چھوڑوں میں کوئی کام حضرت کا پس گمراہ ہو جاؤں میں۔ لیکن صدقہ مدینہ کا پس دیدیا وہ عمرؓ نے حضرت علی مرتضےٰ و حضرت عباسؓ کو لیکن مال خیبر اور فدک پس بند رکھا اس کو عمرؓ نے اور کہا عمرؓ نے کہ یہہ دونوں حصے رسولؐ خدا کے اون ضرورتوں کے لئے تھے جو رسولؐ خدا اور اُن کے نائبوں کو پیش ہوتی تھیں۔ اور اختیار اُن کا نائب ہی کے ہاتھ میں ہے۔ کہا عروہ بن زبیر نے پس وہ دونوں صدقے (خیبر و فدک) اسی طرح ہیں اب تک انتہے۔ ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے تین امر ظاہر ہوئے۔

(۱) فاطمۃ الزہراء کو ابوبکر نے غضبناک کیا۔

(۲) فاطمۃ الزہراء ابوبکر سے روٹھی رہیں۔

(۳) عمرؓ نے علیؑ المرتضےٰ و عباسؓ کو صدقہ مدینہ دیدیا۔

امر اوّل کے لئے رسولؐ خدا نے فرمایا ہے الفاطمۃ بضعۃ منی فمن غضبھا اغضبنی صحیح بخاری صفحہ ۳۹۳ سطر ۷ کتاب فضائل اصحاب النبی مناقب قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزو چہاردھم و

ترجمہ

- فرمایا رسول خدا نے فاطمۃ الزہراء میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمۃ الزہراء کو غضبناک کیا اس نے مجھکو غضبناک کیا - اور بلاریب ناراضگئی رسول ناراضگئی خدا ہے -

امر دویم کے لئے رسول خدا سے اس طرح منقول ہے - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث فمن ھجر فوق ثلث فمات دخل النار ابو داود جلد دویم صفحہ ۳۲۵ سطر ۱۲ کتاب الادب باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ -

ترجمہ :- فرمایا رسول خدا نے نہیں جائز مسلمان کے لئے کہ روٹھے وہ مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ - پس جو کوئی روٹھے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ اور مر گیا وہ اسی حالت میں داخل ہوگا وہ دوزخ میں - انتہے ترجمۃ الحدیث -

فاطمۃ الزہراء اور ابوبکر صدیق چھ مہینہ باہم ناراض تھے - اور اسی ناراضگی میں وہ فوت ہوگئیں - اور ایسے ہی ابوبکر صدیق کیونکہ نہ ابوبکر نے فاطمۃ الزہراء سے معافی مانگی نہ فاطمۃ الزہراء نے ابوبکر سے اس بنا پر یا تو معاذ اللہ فریقین دوزخ کے مستحق قرار پاویں - یا ایک ان دونوں میں سے صورت اوّل تو صریح البطلان ہے - کیونکہ فاطمۃ الزہراء کو خدا نے آیت تطہیر کا فرد قرار دے کر معصومہ کا لقب عطا فرمایا - اور ضلالت کے منافی ہے - کہ معصوم داخل دوزخ کیا جاوے - اور صورت دویم میں بھی فاطمۃ الزہراء مستثنا ہیں بدلیل مذکور فافہم وتدبر -

امر سویم یعنے عمرؓ کا علیؓ المرتضےٰ و عباسؓ کو صدقہ مدینہ و بدینا پس یہ موئید ہے۔ صداقت فاطمۃ الزہرا و کذب ابوبکر کا کیونکہ اگر حضرت عمرؓ فاروق صدقہ مدینہ کو بحیثیت وراثت رسول فاطمۃ الزہراء کا حق نہ سمجھتے تو علیؓ مرتضیٰ و حضرت عباس کو ہرگز ہرگز نہ دیتے۔

حدیث نمبر ۶

عن انس بن مالک قال بعث النبی صلی اللہ علیہ و سلم ببرائتہٖ مع ابی بکرٍ ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحدٍ ان یبلغ ہذا الاجلٌ من اھلی فدعا علیاً فاعطاہ ایاہ ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۵۴ سطر ۵ سورۃ برائتہ ابواب التفسیر اور یہی مضمون بتفاوت یسیر صحیح بخاری صفحہ ۶۱۵ سطر ۲۲ کتاب التفسیر سورۂ برات باب واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ شروع جزو نوزدھم میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ بھیجا رسول خدا نے ابوبکرؓ کو بغرض تبلیغ سورت برات پھر بلایا رسول خدا نے ابوبکر کو اور فرمایا اس کو نہیں چاہئے کسیکو تبلیغ کرے سورت برات کی لیکن وہ شخص جو میری اہل سے ہے پس بلایا حضرت نے علیؓ المرتضیٰ کو۔ اور مامور کیا اُن کو اس ڈیوٹی پر اتنے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:۔ جن لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ سمجھا ہوا ہے۔ اُن کو اس حدیث سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ کیونکہ اگر ابوبکر خلافت کے لائق ہوتے تو رسول خدا

انکو اس عہدے سے جو اُن کے سپرد ہو چکا تھا معزول نہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۷

عن عائذ بن عمرو ان اباسفیان اتی علی سلمان وصہیب و بلال فی نفرٍ فقالو اما اخذت سیوف اللّٰہ من عنق عدو اللّٰہ ماخذھا قال فقال ابوبکر اتقولون ھذا لشیخ قریشٍ وسیدھم فاتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال یا ابابکر لعلک اغضبتھم لئن کنت اغضبتھم لقد اغضبت ربک فاتاھم ابوبکر فقال یا اخوتاہ اغضبتکم قالو لا یغفر اللّٰہ لک یا اخی صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۳۰۴ سطر ۱۶ کتاب الفضائل باب من فضائل سلمان و بلال و صہیب رضی اللّٰہ عنہم۔

ترجمہ:۔ حاصل مضمون اس حدیث کا یہ ہے۔ کہ سلمان اور صہیب اور بلال نے ابوسفیان کو دشمن خدا کہا اور ابوبکر نے کہا۔ کہ تم دشمن خدا کا لقب شیخ قریش کو دیتے ہو۔ پس رونق افروز ہوئے رسول خدا پس خبر دی گئی ان کو اس واقعہ کی۔ پس فرمایا رسول خدا نے ابوبکر کو کہ اگر تم نے صہیب اور سلمان اور بلال کو ناراض کیا ہے۔ تو ناراض کیا ہے تم نے اپنے خدا کو پس آیا ابوبکر پاس سلمان اور صہیب اور بلال کے اور کہا ابوبکر نے کہ ناراض کیا ہے میں نے تمکو کہا انہوں نے نہ بخشے تم کو خدا۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور ابوسفیان کا دلی عقیدہ مساوی تھا۔ نیز سلمان کی ناراضگی ناراضگی خدا ہے پس کیا حال ہوگا سلمان کے دشمن کا

احادیث مشتمل بر اوصاف ابوبکرؓ و عمرؓ از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ نسائی جلد دویم صفحہ ۵۰۳ سطر ۵ کتاب النکاح تزوج المرئۃ مثلہا فی السن ۔

ترجمہ :۔ عبد اللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خواستگار ہوئے ابوبکر اور عمر دونوں واسطے نکاح فاطمۃ الزہراء کے پس فرمایا۔ اونکو رسول خدا نے تحقیق فاطمۃ الزہرا کم سن ہیں پھر خواستگار ہوئے علی المرتضیٰ واسطے نکاح فاطمۃ الزہراء کے پس نکاح کر دیا رسول خدا نے فاطمۃ کا ساتھ علی المرتضیٰ کے انتہے ترجمۃ الحدیث ۔

غلام حیدر :۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ رسول خدا علی المرتضےٰ کو اپنے آپ سے بھی اچھا سمجھتے تھے ۔ کیونکہ دستور ہے کہ دامادی میں اپنے سے برتر ہی کو ممتاز کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہہ امر بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو رسول خدا نے اس امر کے لائق نہ سمجھا ۔ ورنہ اُن کی درخواست قبول فرماتے ۔

حدیث نمبر دوم

صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۹۱ کتاب الجہاد باب حکم الفیٔ فی تتمتہ حدیث طویل قال فلما توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ابو بکر انا ولی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیہا فقال ابو بکر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللّٰہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابو بکر فکنت انا ولی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ولی ابو بکر فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا واللّٰہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتہا ثم جئتنی انت وھذا و انتما جمیع وامرکما واحد فقلتما ادفعہا الینا فقلت ان شئتم دفعتہا الیکما علی ان علیکما عہد اللّٰہ ان تعملا فیہا بالذی کان یعمل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاخذتماھا بذلک قال اکذلک قالا نعم قال ثم جئتمانی لاقضی بینکما ولا واللّٰہ لا اقضی بینکما بغیر ذلک حتی تقوم الساعۃ فان عجزتما عنہا فرداھا الی۔

ترجمہ:۔ کہا حضرت عمرؓ خطاب نے جب کہ فوت ہوئے رسول خدا۔ کہا ابو بکر نے میں ہوں ولی رسول خدا پس آئے تم دونوں (علیؓ المرتضے وحضرت عباسؓ عم رسول خدا) مانگی عباسؓ نے وراثت رسول اپنے

بھتیجے) کی۔ اور طلب کی علی المرتضےٰ نے وراثت رسولؐ (اپنے خسر) کی۔ پس کہا ابوبکر نے فرمایا رسولؐ خدا نے نہیں وارث ہوتا ہمارا کوئی جو کچھ چھوڑیں ہم وہ صدقہ ہے۔ پس سمجھا تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا گنہگار۔ مکار۔ خیانتی یعنے منافق۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ تحقیق ابوبکر سچا پرہیزگار۔ حق پر چلنے والا۔ نیک بخت۔ پھر فوت ہوئے ابوبکر اور ہوا میں ولی رسولؐ خدا اور ولی ابوبکر پس سمجھا تم دونوں نے مجھکو جھوٹا۔ گنہگار۔ مکار خیانتی۔ اور خدا جانتا ہے تحقیق ہوں میں سچا۔ نیک بخت۔ پرہیزگار حق پر چلنے والا۔ پس والی ہوا میں اوس چیز کا جس کے تم دونوں خواستگار تھے۔ پھر آئے تم میرے پاس فرداً فرداً اور اکٹھے درانحالیکہ تھے تم اپنے مطالبہ میں متفق الراء پس کہا تم دونوں نے دیدے تو حق ہمارا ہم کو۔ پس کہا میں نے دیدیا میں نے تم کو حق تمہارا۔ اگر چاہتے ہو تم اس شرط پر کہ تم دونوں پر ہے عہد خدا کہ تصرف کرو تم اون چیزوں پر اوس طرز پہ کہ جس طرز پر رسولؐ خدا اون میں تصرف کرتے تھے۔ پس لے لیا تم دونوں نے اون چیزوں کو اس شرط پر کہا عمرؓ نے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ ٹھیک ہے کہا انہوں نے ہاں ٹھیک ہے۔ کہا عمرؓ نے پھر آئے ہو تم دونوں میرے پاس کہ محاکمہ کروں میں درمیان تم دونوں کے لیکن نہیں قسم ہے خدا کی نہیں محاکمہ کرتا میں درمیان تمہارے بغیر اوس محاکمہ کے جو کیا گیا ہے قیامت تک۔ پس اگر عاجز ہو تم اوس شرط سے پس پھیر دو تم وہ چیزیں مجھہ کو انتہے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر ۔ یہہ حدیث چند امور پر دلالت کرتی ہے۔

امر اوّل ۔ علیؓ المرتضٰے نے حصہ فاطمۃؓ الزہرا جو ورثہ رسولؐ خدا سے اُن کو چاہئے تھا ۔ ابوبکرؓ سے طلب کیا اور اُنہوں نے کہا ۔ کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا ۔

امر دوئم ۔ عمرؓ فاروق نے علیؓ المرتضٰے اور حضرت عباسؓ کو کہا ۔ کہ تم دونوں مجھکو اور ابوبکرؓ کو منافق سمجھتے ہو ۔ اور علیؓ مرتضٰے وحضرت عباسؓ نے عمر فاروق کی تصدیق کی یعنے ہاں ہم دونوں تم دونوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں ۔

امر سوئم ۔ عمرؓ فاروق نے درخواست علیؓ المرتضٰے وحضرت عباسؓ قبول فرما کر کچھہ ورثہ رسولؐ خدا سے اُن کے سپرد کیا ۔

پس امر اوّل مشتمل ہے دو مسئلہ پر ۔ مسئلہ اول یعنے علیؓ المرتضٰے کے نزدیک مطابق قول الٰہی ۔ یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فاطمۃ الزہراؑ کو ورثہ رسولؐ خدا ملنا چاہئے تھا ۔ اور یہی صحیح ہے ۔ کیونکہ صحیح بخاری صفحہ ۷۹۵ سطر ۲۶ کتاب ابواب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم جزو بستم میں یہہ حدیث مندرج ہے ۔ عن ابن عباس قال قال عمر علی اقضانا و ابی اقرئنا ۔

ترجمہ ۔ کہا عمرؓ فاروق نے علیؓ المرتضٰے ہم سب سے علمیت میں فائق ہیں ۔ اور ابی ہم سب سے علم قرائت میں ماہر ہیں ۔ اور صحیح ترمذی جلد دوئم صفحہ ۲۳۴ سطر ۳ باب مناقب علیؓ المرتضٰے ابواب المناقب میں اس طرح لکھا ہوا ہے ۔ رحم اللّٰہ علیاً اللھم ادر الحق معہ حیث دار

ترجمہ ۔ فرمایا رسولؐ خدا نے رحم فرماوے خدا علیؓ المرتضٰے پر پروردگارا ۔ پھیر حق کو ساتھ علیؓ مرتضٰے کے جدہر وہ پھریں ۔ آیت مذکور اور حدیثیں

مذکورین سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علیؑ المرتضےٰ حق پر تھے۔ کیونکہ باعتراف عمرؓ فاروق جمیع صحابہ سے علیؑ مرتضےٰ اعلم قرار پاچکے ہیں۔ اور روایت بھی صحیح ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری کی کوئی روایت موضوع نہیں۔ اور انہیں جزئیات کے باعث قول ابوبکر یعنے لا نورث ما ترکنا صدقتہ غیر صحیح قرار پاتا ہے۔ کیونکہ یہہ حدیث متواتر نہیں اور حدیث غیر متواتر معارض قرآن کسی صورت سے ہو نہیں سکتی فافہم وتدبر۔

امر دوئم یعنے علیؑ مرتضےٰ کا شیخین کو کاذب۔ اثم۔ غادر۔ خائن۔ سمجھنا بھی صحیح ہے۔ کیونکہ علیؑ المرتضےٰ کا اس امر کو تصدیق کرنا۔ اس واقعہ کی حقیت پر دال ہے۔ جیسے حدیث بخاری اور ترمذی سے ہم نے ثابت کیا ہے۔ علاوہ اس کے اصل حدیث بھی صحیحین میں مندرج ہے۔ جو کسی طرح غیر صحیح نہیں قرار دی جاسکتی۔

اما امر سوئم یعنے عمر فاروقؓ کا علیؑ المرتضےٰ وحضرتؓ عباس کو وراثت رسول خدا دیدینا حقیت فاطمتہ الزہرا و علیؑ المرتضےٰ پر دال ہونے کے علاوہ قول ابوبکرؓ یعنے لا نورث ما ترکنا صدقتہ کو غیر صحیح قرار دیتا ہے۔

سوچو اور سمجھو ؎

عن عائشۃ انہا اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت الی ابی بکر الصدیق تسئلہ میراثہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ

وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئاً من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالھا التی کانت علیھا فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاعملن فیھا بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃؓ علی ابی بکرٍ فی ذٰلک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتے توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشھرٍ فلما توفیت دفنھا زوجھا علیؓ ابن ابی طالب لیلاً ولم یوذن بہا ابابکرٍ وصلے علیھا علی وکان لعلی من الناس وجنہ حیاۃ فاطمۃؓ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکرٍ ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشھر فارسل الی ابی بکرٍ ان ائتنا ولا یاتنا معک احدٌ کراھیۃ لمحضر عمرؓ بن الخطاب الخ موضع الحاجۃ صحیح مسلم جلد دوئیم صفحہ ۹۱ سطر ۱ کتاب الجہاد باب حکم الفیئی اور صحیح بخاری صفحہ ۲۵۹ سطر ۱ کتاب المغازی باب غزوہ خیبر جزو ہفتدہم۔

ترجمہ:۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ طلب کیا فاطمۃؑ الزہرا نے ابو بکرؓ سے حصہ اپنا ترکہ رسولؐ خدا سے یعنے صدقہ مدینۃ اور فدک اور خمس خیبر سے پس کہا ابو بکرؓ نے رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ سوائے اس کے نہیں کھائے گی آل محمدؐ اس مال کو اور قسم ہے خدا کی تحقیق میں نہ تغیر کروں گا صدقۂ

رسولِ خدا کو اُس حال سے کہ تھا جس حال پر زمانۂ رسولؐ خدا میں اور عمل کروں گا میں اس مال میں اوس طرز پر کہ جس طرز پر رسولِ خدا اوس میں تصرف کرتے تھے ۔ پس انکار کیا ابوبکرؓ نے اس امر سے کہ دے وہ کچھ چیز فاطمۃ الزہراؓ کو ۔ پس غضبناک ہوئیں فاطمۃ الزہراؓ ابوبکرؓ پر اس بات سے کہا راوی نے پس روٹھ رہیں فاطمۃ الزہراؓ ابوبکرؓ سے اور نہ کلام کیا فاطمۃ الزہراؓ نے ساتھ ابوبکرؓ کے بباعث ناراضگی کے مرنے تک اور زندہ رہیں فاطمۃ الزہراؓ بعد رسولؐ خدا کے چھ مہینے پس جبکہ فوت ہو گئیں فاطمۃ الزہراؓ دفن کیا اون کو حضرت علیؓ المرتضٰے نے اور نہ اجازت دی گئی شرکت کی تدفین وتکفین میں ابوبکرؓ کو اور جنازہ پڑھا اُن پر علیؓ المرتضٰے نے اور تھی علیؓ المرتضٰی کی عزت لوگوں کی آنکھوں میں زندگی میں فاطمۃ الزہراؓ کے پس جبکہ فوت ہوئیں فاطمۃ الزہراؓ پھر گئے مونہہ لوگوں کے علیؓ المرتضٰی سے پس ارادہ کیا اُنہوں نے صلح وبیعت کا ساتھ ابوبکرؓ کے ۔ اور اس چھ مہینہ کے عرصہ میں علیؓ مرتضٰے نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی پس پیغام بھیجا اونہوں نے طرف ابوبکرؓ کے کہ آ تو پاس ہمارے اور نہ آوے ساتھ تیرے کوئی بسبب مکروہ سمجھنے علیؓ المرتضٰے کے آنے عمرؓ بن الخطاب کو انتہےٰ ترجمۃ الحدیث ۔

غلام حیدر رد ۔ اس حدیث کے بعض لفظوں پر ہم بحث کر چکے ہیں اور یہاں صرف اسی قدر بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ فاطمۃ الزہراؓ کے جنازہ میں ابوبکر شریک نہیں ہوئے ۔ علی المرتضٰے نے فاطمۃ الزہراؓ کی زندگی میں ابوبکر کی بیعت نہیں کی ۔ اور بعد از فوتیدگی فاطمۃ الزہراؓ اضطرارا آ علیؓ المرتضٰے نے ارادہ بیعت ظاہر کیا ۔ کیونکہ بعد از فوتیدگی فاطمۃ الزہراؓ

علی المرتضے کی طرف سے لوگوں کی نظریں پھر گئیں تھیں۔ نیز علی المرتضیٰ عمر فاروق کو برا سمجھتے تھے۔ جیسکہ کراہیۃ لحضرۃ عمرؓ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہہ سب باتیں حدیث سے مستنبط ہیں دیکھو اور سمجھو۔

احادیث مشتمل براوصاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

عن علی بن حسین عن مروان بن الحکم قال شہدت عثمان وعلیاً و عثمان ینہی عن المتعۃ و ان یجمع بینہما فلما رای ذلک علی اہل بہما لبیک بعمرۃ وحجۃ قال ما کنت لادع سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول احد صحیح بخاری صفحہ ۲۱۲ سطر ۹ کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد بالحج جزو ششم۔

ترجمہ مروان بن حکم سے علی مرتضے و عثمان کے پاس موجود تھا۔ اور عثمان حج متعہ اور جمع کرنے متعہ اور حج سے منع کرتے تھے پس جبکہ علی مرتضے نے حاضر ہوں میں واسطے عمرہ اور حج متعہ کے اور فرمایا علی مرتضے نے کیوں چھوڑ دوں میں سنت اپنے پیغمبر کی کسی کے کہنے سے۔

غلام حمید رہ - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عثمان بھی مبتدع تھے علاوہ اس کے علی مرتضٰے کے فرمودہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عثمان ایک معمولی شخص تھا۔ جیساکہ فرمایا علیؑ المرتضٰے نے کیوں چھوڑ دوں میں سنت اپنے پیغمبرؐ کی کسی کے کہنے سے فافہم وتدبر ولاتکن من الغافلین ۔

حدیث نمبر دوم

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب ان رجلاً من اھل مصر حج البیت فرئی قوماً جلوساً فقال من ھولاء قالوا قریش قال فمن ھذا الشیخ قالوا ابن عمر فاتاہ فقال انی سائلک عن شیئ فحدثنی انشدک بحرمتہ ھذا البیت التعلم ان عثمان فر یوم احدٍ قال نعم قال التعلم انہ تغیب عن بیعتہ الرضوان فلم یشھدھا قال نعم قال التعلم انہ تغیب یوم بدرٍ فلم یشھدہ قال نعم انتہٰے موضع الحاجتہ صحیح ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۳۲ سطر ۱۳ ابواب المناقب مناقب عثمان بن عفان اور صحیح بخاری صفحہ ۵۰۹ سطر ۲ کتاب فضائل اصحاب النبی باب مناقب عثمان جزو چہاردہم

ترجمہ :- ایک شخص مصری نے حج کیا۔ پس دیکھا اُس نے مجمع ایک قوم کا۔ پس دریافت کیا اُس نے یہہ لوگ کون ہیں۔ کہا حاضرین نے قریش - پھر دریافت کیا اس نے کون ہیں یہہ بزرگ کہا حاضرین نے

عبداللہ بن عمر پھر کہا اوس مصری نے عبداللہ بن عمر کو میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ پس آپ مجھکو بتاویں۔ کیا جانتے ہیں آپ تحقیق عثمان بن عفان) بھاگے تھے جنگ احد میں کہا عبداللہ بن عمرؓ نے ہاں۔ پھر کہا مصری نے جانتے ہیں۔ آپ کہ عثمان جنگ بدر میں موجود نہ تھے۔ اور نہیں حاضر ہوئے اُس میں کہا عبداللہ بن عمر نے ہاں۔ کہا مصری نے جانتے ہیں آپ کہ وہ بیعت رضوان میں غیر حاضر تھے کہا عبداللہ بن عمرؓ نے ہاں انتہے موضع الحاجتہ۔

غلام حیدر :۔ اس حدیث سے حضرت عثمان کی شجاعت کا حال معلوم ہو رہا ہے۔ اب اگر ہم والتولی یوم الزحف کا تمغہ آپ کے لئے تجویز کریں تو کیا قباحت ہے۔

غلام جیلانی :۔ یہہ حدیث پوری آپ نے نہیں لکھی ورنہ ان سب باتوں کا سبب اور حضرت عثمان کی فضیلت معلوم ہو جاتی۔

غلام حیدر :۔ باقی حدیث میں کیا ہے۔ اوس میں صرف یہی ہے۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے مصری سے کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فرار عثمان جنگ احد کے دن خدا نے معاف کیا۔ ہم اہل شیعہ عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت کب مانتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی آیت پیش کرتا تو پھر ہم سوچتے فافہم وتدبر۔

حدیث نمبر سویم

فی تتمتہ حدیث طویل رد عثمان المصحف الی حفصتہ وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القرآن فی کل

صحیفتہ او مصحف ان یحرق صحیح بخاری صفحہ ۷۵۷ سطر ۲۰
کتاب ابواب فضائل القرآن باب جمع القرآن جزو بیستم۔
ترجمہ:- حضرت عثمان نے بی بی حفصہ کے قرآن کو نقل کر کے اون کا
قرآن اون کو واپس عطا فرمایا۔ اور قرآن حفصہ کی نقل اطراف میں
شایع کرنے کا آرڈر جاری کیا۔ اور ماسوا اُس قرآن کے اور سب قرآنوں
کے جلا دینے کا حکم دیا۔ انتہے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:- اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عثمانؓ
نے قرآن جلوائے۔ اب اگر یہ فعل صحیح ہے تو اب قرآن کو جلا دینا جایز
ہے یا ناجائز بینوا توجروا۔

تنبیہ

اس رسالہ میں جو حدیثیں ہم نے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمرؓ
فاروق و حضرت عثمانؓ و امیر معاویہ کے شان میں لکھی ہیں۔ اُن سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ افعال مندرجہ احادیث معلومہ ان حضرات سے
بعد از قبول کرنے اسلام کے صادر ہوئے ہیں۔ پس احادیث صحیحہ
سے مستنبط ہے کہ جو شخص بعد از قبول کرنے اسلام کے کسی نامشروع
فعل کا مرتکب ہو تو اوس شخص سے اعمال مصدرہ حالت کفر کا بھی
حساب لیا جاوے گا۔ اور اُن اعمال کی اوس کو سزا ملے گی۔ چنانچہ
صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۵۷ سطر ۱۵ کتاب الایمان باب ہل یوخذ باعمال
الجاہلیۃ میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن عبد اللہ قال قلنا یا رسول اللہ
انواخذ بما عملنا فی الجاہلیۃ فقال من احسن فی الاسلام لم نواخذ

بما عمل فی الجاهلیۃ ومن اساء فی الاسلام اخذ بالاوّل والآخر

ترجمہ:۔ عبد اللہ سے روایت ہے کہ دریافت کیا ہم نے رسول خدا سے کہ یا رسول اللہ کیا مواخذہ کیا جاوے گا قیامت میں بعض اون گناہوں کے جو جاہلیت میں ہم سے سرزد ہوئے تھے پس فرمایا رسول خدا نے جس کسی نے عمدگی سے بعد از قبول اسلام حدود اسلام کی پابندی کی نہ مواخذہ ہوگا۔ اوسکو اعمال جاہلیت کا اور جس کسی نے بعد از قبول کرنے اسلام کے پابندی حدود اسلام کا لحاظ نہ کیا مواخذہ ہوگا۔ اوسکو اون گناہوں کا جو حالت کفر میں اُس نے کئے تھے۔ اور اُن اعمال کا جو بعد از اسلام اوس سے سرزد ہوئے۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اعمال جاہلیت بھی اون کی سروس میں داخل ہیں فافہم وتدبر۔

احادیث مشتمل بر اوصاف خالد بن ولید ملقب بسیف اللہ از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اول

عن سالم عن ابیہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ و سلم خالد بن

ولید الی بنی خذیمۃ فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فقالوا صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر ودفع الی کل رجل منا اسیرہ وامر کل رجل منا ان یقتل اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ فذکرنا ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد بن الولید مرتین صحیح بخاری صفحہ ۲۴ سطر ۱۳ کتاب الاحکام باب اذا قضی الحاکم بجور او خلاف اھل العلم فھو رد جزویت منہم۔ اور کلمۂ اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد مرتین نسائی جلد دویم صفحہ ۲۹۶ سطر ۲ کتاب آداب القضاۃ باب الرد علی الحاکم اذا قضی بغیر الحق میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ:۔ سالم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ کہ بھیجا رسول خدا نے خالد بن ولید کو طرف بنی خذیمۃ کے پس وہ کلمۂ اسلمنا کو پورے طور پر ادا نہ کرسکے پس کہا انہوں نے صبانا صبانا یعنے اپنا دین تبدیل کیا ہے ہم نے پس خالد نے اس جرم کے عوض میں بعض ان لوگوں کو قتل کیا اور بعض کو قید کیا اور قیدیوں کو ہمارے سپرد کرتا جاتا تھا۔ اور حکم دیتا تھا۔ کہ قتل کرو تم اپنے قیدیوں کو پس کہا میں نے قسم ہے خدا کی کہ قتل کروں گا میں ان قیدیوں کو جو میرے اور میرے دوستوں کے سپرد ہیں۔ پس ذکر کیا ہم نے اس امر کو خدمت رسول خدا میں پس فرمایا رسول خدا صلعم نے پروردگارا پناہ پکڑتا ہوں میں تیرے نزدیک اور بیزار ہوں میں اوس فعل سے جو خالد بن ولید نے کیا ہے۔

غلام حیدر:۔ ازجملہ صحابہ مخالفین علی المرتضےٰ یکے خالد بن ولید است کو معاندین علی المرتضےٰ اورا سیف اللہ میخوانند بعض عداوتیکہ او دراباء امیرالمومنین

علیؓ المرتضٰے بود وحال آنکہ رسول خدا چندین کرت دست مبارک بدرگاہ
الٰہی برداشتہ فرمود - اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنی خدایا پناہ میگیرم
بتو و بیزارم از آنچہ خالد بن ولید کردہ - سببش آن بود کہ بنی خذیمۃ قبیلہ بودند
در حوالی یلملم جا داشتند و خبر اسلام ایشان برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رسید خالد را با جمعے نزد ایشان فرستاد و سفارش نمود کہ باحتیاط بر و و از ایشان
خبر بگیر اگر اشعار اسلام در ایشان بینی زکوٰۃ مال ایشان را جمع نمودہ بیار و الا باسلام
دعوت نما چون بنزدیکئے قبیلۂ ایشان رسید کسے فرستاد و تفحص نمود و آن
مرد خبر آورد کہ مسجدہا بنا کردند و نماز میکنند و بانگ نماز ایشان شنیدم - و چون
خالد از دور رسیدہ شد و ایشان را با طائفۂ از اعراب عداوتی بود بجہتہ احتیاط
باسلاح از خانہائے خود برآمدند - و چون از ایشان پرسید کہ چرا باسلاح برآمدہ
ایدگفتند از خوف آنکہ مبادا آنجماعت دشمنان باشند - خالد عذر ایشان را
نپسندید و گفت سلاح از خود دور کنید و آن بے گناہان بجہتہ آنکہ او را از فرستادۂ
رسول خدا میدانستند سلاحہا بنیداختند و بروایتے آنکہ چون از ایشان پرسید
کہ مسلمانید یا نہ در جواب گفتند صبانا صبانا و نگفتند اسلمنا و معنے صبانا دین
بدینے نقل کردن است بہر تقدیر چون از خویشان خالد کسے در زمانۂ جاہلیت
بدست این قوم کشتہ شدہ بود برسالت رسول خدا و سفارش آنحضرت
شرمندگی دنیا و عقاب آخرت را بیک طرف نمودہ زنان و طفلان قبیلہ را اسیر
کردہ و تیغ بیداد دران طایفہ نہادہ اکثر را بکشت مگر قلیلے کہ در دست جمعے
از مہاجر و انصار گرفتار بودند کہ ایشان را گفتند صبر کنیم تا بہ بینیم چہ میشود و یکے ازان
قبیلہ کہ بوسیلۂ کارے اسیر نشدہ بود خود را بمدینہ رسانید و از ایمان این طائفہ
و بنائے مسجدہا و شعار اسلام و آنچہ خالد با ایشان کردہ بود بعرض سید کائنات

رسانید و آں حضرت برایشاں گریستہ اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد مکرر ادا نمود - المختصر بعض جہلاء بوجہ معاندت علیؓ المرتضٰے ایں چنیں قرا قاں را لقب صحابیت عطامے کنند - فاعتبروا یا اولی الابصار -

احادیث مشتمل براوصافِ بی بی عائیشہؓ و بی بی حفصہؓ از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

فقالت عائشۃ من وراء الحجاب ما انزل اللہ فینا شیئاً من القرآن الا ان اللہ انزل عذری صحیح بخاری صفحہ ۵۵۲ سطر ۱۲ کتاب التفسیر سورۃ احقاف باب قولہ والذی قال لوالدیہ اف لکما اتعدانی ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی الی آخرہ

ترجمہ - مروان جس زمانہ میں معویہ کا حجاز میں عامل تھا - اوس نے اپنے کسی خطبہ میں یزید کی تعریف کی - تاکہ لوگ معاویہ کے بعد اوس کی بیعت قبول کریں - پس مروان کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کچھ کہا پس کہا مروان نے پکڑو اسکو پس داخل ہو گیا وہ خانہ عائشہ میں پس نہ پکڑ سکے وہ لوگ عبدالرحمٰن کو پس کہا مروان نے یہ وہ شخص ہے جس کے حق میں قرآن مجید میں یہ آئیت نازل ہوئی - والذی قال لوالدیہ اف لکما الی آخرہ

پس کہا بی بی عائشہ نے مروان کو پردہ کی آڑ میں نہیں نازل ہوا قرآن میں ہمارے شان میں کچھ مگر آیت رافع اتہام مجھ سے۔

غلام حیدر:۔ مقولہ عائشہ صدیقہ میں لفظ فینا جو صیغہ جمع متکلم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاندان ابوبکر اور محمد ابوبکر کے شان میں سوائے آیت رافع اتہام از عائشہ کوئی آیت قرآن میں موجود نہیں اور اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ کا آیت تطہیر میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر آیت تطہیر میں اُن کا کچھہ حصہ ہوتا تو یوں ارشاد فرماتیں ما انزل اللّٰہ فینا شیئاً من القرآن الا آیت التطہیر و آیت رفع الاتہام اور نیز وہ حدیث جو صحیح مسلم جلد دویم کے صفحہ ۲۸۰ سطر ۴ کتاب الفضائل باب فضائل علی ابن ابی طالب میں مندرج ہے۔ میرے دعوے کی تصدیق کرتی ہے۔

حدیث

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا وانی تارک فیکم الثقلین احدھما کتاب اللّٰہ ھو حبل اللّٰہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضلالت فقلنا من اھل بیتہ نساءہ قال لا ایم اللّٰہ ان المرءۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔

ترجمہ:۔ کہا راوی نے فرمایا رسول خدا نے خبردار تحقیق چھوڑتا ہوں میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں۔ ایک اون دونوں میں سے کتاب خدا

ہے۔ کہ وہ رسی ہے خدا کی جو شخص تابعداری کرے گا اوس کی وہی ہے اوپر ہدایت کے اور جس کسی نے اوسکو چھوڑا وہی ہے اوپر گمراہی کے۔ پس دریافت کیا ہم نے اوس صحابی سے جس سے یہ حدیث مروی ہے۔ کہ ازواج (بی بیاں) رسول خدا کی اہلبیت رسول خدا سے ہیں۔ کہا اوس نے نہیں قسم ہے خدا کی تحقیق عورت رہتی ہے ساتھ خاوند اپنے کے ایک عرصہ دراز تک۔ پھر طلاق دیتا ہے اُس کو خاوند اُس کا۔ پس چلی جاتی ہے وہ طرف باپ اور قوم اپنی کے۔ اہلبیت رسول خدا کے وہ ہیں جن پر بعد از رسول خدا صدقہ حرام ہے۔

غلام حیدر ر۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ آیت تطہیر میں ازواج رسول خدا کا کوئی حصہ نہیں فافہم وتدبر۔

حدیث نمبر ۲

عن عبد اللہ قال قام النبی صلے اللہ علیہ وسلم خطیباً فاشار نحو مسکن عائشۃ فقال ھنا الفتنۃ ثلاثاً من حیث یطلع قرن الشیطان صحیح بخاری صفحہ ۱۰۳ سطر ۲۹ کتاب الخمس باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم وما نسب من البیوت الیھن جزو دوازدھم۔

ترجمہ:۔ کہا عبد اللہ نے خطبہ پڑھنے کے وقت اشارہ کیا حضرت رسول خدا نے طرف گھر عائشہ کے پس فرمایا رسول خدا نے یہ گھر مقام فتنہ ہے تین مرتبہ اور یہیں سے قرن شیطان (ساتھی شیطان کا)

طلوع کریں گے۔
غلام حیدر رہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خانۂ عائشہ مقام فتنہ اور مقام طلوع قرن شیطان ہے۔ اور یہہ اشارہ ہے طرف اوس فتنہ کے جو عائشہ اور اوس کے ہمراہیوں نے جنگ جمل میں رسول خدا کے بھائی علی مرتضٰے کے ساتھ قایم کیا تھا۔ اس حدیث صحیح کے ملاحظہ کے بعد کوئی انصاف پسند عائشہ کو نیکی کے ساتھ متصف نہیں کرسکتا۔

عن ابن عباس قال لما مرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ کان فی بیت عائشۃ فقال ادعوالی علیاً قالت عائشۃ یارسول اللّٰہ ندعولک ابا بکر قال ادعوہ قالت حفصۃ یارسول اللّٰہ ندعولک عمر قال ادعوہ قالت ام الفضل یارسول اللّٰہ ندعولک العباس قال نعم فلما اجتمعوا رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم راسہ فنظر فسکت فقال عمر قوموا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم جاء بلال یوذنہ بالصلوٰۃ فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ یارسول اللّٰہ ان ابا بکر رجل رقیق متی لا یرک یبکی والناس یبکون فلو امرت عمر یصلی بالناس فخرج ابو بکر فیصلی بالناس فوجد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃً فخرج یھادی بین رجلین ورجلاہ تخطان فی الارض فلمارآہ الناس سبحوا بابی بکر فذھب

لیتاحزفاومی الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ای مکانک فجاء
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فجلس عن یمینہ وقام ابوبکر
وکان ابوبکر یاتم بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والناس یاتمون
بابی بکر قال ابن عباس واخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم من القرائتہ من حیث کان بلغ ابوبکر۔

ترجمہ:۔ ابن عباس روائیت کرتے ہیں۔ کہ مرض الموت عارض
ہوئی رسولؐ خدا کو خانۂ عائشہ میں۔ پس فرمایا رسولؐ خدا نے بلاؤ تم
میرے پاس علیؑ المرتضےٰ کو۔ کہا عائشہؓ نے بلائیں ہم آپ کے پاس ابوبکرؓ
کو۔ فرمایا رسولؐ خدا نے بلاؤ اُس کو۔ کہا حفصہ نے بلائیں ہم آپ کے پاس
عمرؓ کو۔ فرمایا رسولؐ خدا نے بلاؤ اس کو۔ کہا ام الفضل نے بلائیں ہم
آپ کے پاس عباسؓ کو۔ کہا رسولؐ خدا نے ہاں۔ پس جب کہ جمع ہوئے
یہہ لوگ۔ خدمت رسولؐ خدا میں اُٹھایا رسولؐ خدا نے سر اپنا۔ پس
ان سب کی طرف دیکھ کر خاموش رہے رسولؐ خدا۔ پس کہا عمرؓ نے
اُٹھ جاؤ تم رسولؐ خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس سے۔ پھر آئے
بلال تاکہ اجازت لے وہ نماز کی پس کہا رسولؐ خدا نے حکم دو تم ابوبکر
کو پیشنمازی کا۔ پس کہا عائشہ نے یا رسولؐ اللّٰہ تحقیق ابوبکر رقیق القلب
ہیں جب کہ نہ دیکھیں گے وہ آپ کو روئیں گے وہ۔ اور روئیں گے لوگ
ساتھ اون کے۔ اگر حکم دیتے آپ پیشنمازی کا عمرؓ کو تو بہتر ہوتا۔ پس
گئے ابوبکر اور ہوئے پیشنماز لوگوں کے۔ پس معلوم کیا رسولؐ خدا نے
اپنی بیماری میں افاقہ پس روانہ ہوئے آپ طرف مسجد کے اس
حالت میں کہ آپ نے دو شخصوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے

اور پیروں کو زمین چومتی تھی ۔ پس جبکہ داخل ہوئے آپ مسجد میں اور دیکھا اون کو لوگوں نے ۔ پس متنبہ کیا لوگوں نے ابو بکر کو رسول خدا کی تشریف آوری سے ۔ پس پھرے ابو بکر ۔ پھر اشارہ کیا اون کو رسول خدا نے کہ نہ ہٹو تم بلکہ اپنے مقام پر جمے رہو ۔ پس آئے رسول خدا اور بیٹھے وہ دہنی طرف ابو بکر کے اور کھڑے رہے ابو بکر اور تھے ابو بکر مقتدی برسول اور تھے لوگ مقتدی بابو بکر ۔ کہا ابن عباس نے شروع کیا قرأت کو رسول خدا نے اوس مقام سے کہ جس مقام تک پہونچے تھے ابو بکر ۔ انتہے ترجمہ الحدیث ۔

غلام حیدر ۔ یہہ حدیث چند امروں پر دلالت کرتی ہے ۔ امر اوّل بلایا رسول خدا نے علی المرتضے کو ۔ اور عائشہ صدیقہ نے ابو بکر کو بلوا بھیجا اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ عائشہ کو علی المرتضے کے ساتھ حسد تھا

(۲) بلایا رسول خدا نے علی المرتضے کو اور بلوا بھیجا حفصہ نے عمر کو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حفصہ کو بھی علی المرتضے کے ساتھ حسد تھا ۔

(۳) مقولۂ عائشہ کا کہ اگر حکم دیتے آپ یا رسول اللہ پیشنمازی کا عمر کو تو بہتر ہوتا ۔ کیونکہ ابو بکر رقیق القلب ہیں ۔

(۴) رسول خدا کا ابو بکر کو پیشنمازی کے لئے منتخب کر کے پھر بیماری ہی کی حالت میں دو شخصوں کے کاندھے پر سہارا رکھکر مسجد میں جانا اور ابو بکر کا پیشنماز بننا کسی خاص حکمت سے خالی نہیں تھا گویا رسول خدا کے اس فعل میں اشارہ ہے ۔ اس امر کا کہ ابو بکر پیشنمازی کی لائق نہیں جیسے تبلیغ سورت برائت میں گزر چکا ہے ۔

(۵) جن دو شخصوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر رسول خدا مسجد میں

رونق افروز ہوئے۔ وہ دو شخص کون تھے۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ادن میں سے علی المرتضےٰ اور دوسرے عباس تھے۔ اور یہہ دونوں کے دونوں مسجد میں قبل از رسول خدا نہیں گئے تھے۔ اور نہ اُنہوں نے ابوبکر کو پیشنماز بنایا تھا۔ کیونکہ اگر یہہ مسجد میں جاکر نماز میں شامل ہوئے ہوتے تو رسول خدا کو اُٹھا کر مسجد میں نہ پہونچاتے نیز یہہ کیونکر ابوبکر کو پیشنماز بناتے۔ حال آنکہ صحیح روائت سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ یہہ دونوں بزرگ حضرت ابوبکر کو کاذب۔ آثم۔ خائن۔ غادر سمجھتے تھے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حدیث نمبر ۴

ان عائشۃ اخبرتہ انہا قالت اوّل ما اشتکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت میمونۃ فاستاذن ازواجہ ان یمرض فی بیتہا فاذن لہ قالت فخرج ویدلہ علی الفضل ویدلہ علی رجل آخر وھو یخط برجلیہ فی الارض فقال عبید اللہ فحدثت بہ ابن عباس فقال اتدری من الرجل الذی لم تسم عائشۃ قلت لا قال ھو علیؑ۔

ترجمہ:۔ عائشہ نے راوی کو خبر دی۔ کہ مرض الموت عارض ہوئی رسول خدا کو خانہ میمونہ میں۔ پس اجازت حاصل کی رسول خدا نے ازواج سے کہ بسر کریں وہ ایام بیماری کے خانہ عائشہ میں پس اجازت دی بی بیوں نے رسول خدا کو اس امر کی پس خارج ہوئے

رسول خدا ایسی حالت میں کہ ایک ہاتھ آپ کا اوپر کاندھے فضل کے
اور ایک ہاتھ اوپر کاندھے ایک اور شخص کے اور پیروں کو زمین چوم
رہی تھی۔ پس کہا عبد اللہ نے بیان کیا میں نے اس حدیث کو
پاس ابن عباسؓ کے۔ پس کہا ابن عباسؓ نے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔
دیکھو صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۷۸ سطر ۱۰ کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف
الامام اذا عرض لہ عذرٌ اور بخاری صفحہ ۲۶ سطر ۱۹ کتاب الوضوء باب الغسل
والوضوء فی المخضب جزو اوّل اور ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۴
باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

غلام حیدرؒ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عائشہؓ کو
ساتھ علیؑ المرتضےٰ کے سخت عداوت تھی۔ کیونکہ اگر اُسکو علیؑ المرتضےٰ کے
ساتھ عداوت نہ ہوتی۔ تو علیؑ المرتضےٰ کا ذکر بھی کرتی۔ جیسا کہ فضل کا
نام اوس نے بتلایا۔ اور عداوت علیؑ المرتضےٰ کی نسبت صحیح مسلم اور
دیگر کُتب صحاح سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ معاند علیؑ المرتضےٰ منافق
ہے۔ اور نہیں جرأت کی عائشہ نے کتمان اس فضیلت علیؑ المرتضےٰ پر
مگر ساتھ حسد کے اور حسد کی نسبت ابن ماجہ جلد دویم صفحہ ۳۲۰ سطر ۲۲
باب الحسد میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔ عن انس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔
ترجمہ:۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو فافہم وتدبر

حدیث نمبر ۵

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما آلی

لان زینب ردت علیہ هدیۃ فقالت عائشۃ لقد اقمأتک فغضب صلی اللّٰہ علیہ وسلم فالی منھن ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۷ باب الایلاء۔

ترجمہ :۔ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے۔ کہ رسولؐ خدا صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے سوا اس کے نہیں کہ ایلاء (ایک قسم کی طلاق ہے) کیا رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے تحقیق زینب نے پھیر دیا ھدیہ رسولؐ خدا کا پس کہا عائشہ صدیقہ نے تحقیق حقیر سمجھا ہے۔ اُس نے تم کو یا رسول اللّٰہ پس غضبناک ہوئے رسولؐ خدا اور ایلاء کیا حضرت نے سب عورتوں سے۔

غلام حیدر :۔ ماشاء اللّٰہ حضرت بی بی عائشہ کی مزاج نہایت ہی درجہ کی اصلاح سے خمیر کی گئی تھی۔ کیونکہ اگر وہ رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو نہ بھڑکاتی تو رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وسلم اس فعل کے ہرگز ہرگز مرتکب نہ ہوتے۔ اور پھر شاباش ہے ان محدثین کی ذات پر کہ جنہوں نے اس قسم کے افتراء جمع کر کے معاذ اللّٰہ رسول خدا کو زن پرستی کا خطاب عطا فرمایا فافہم و تدبر۔

حدیث نمبر ۸

عن عمر بن الخطاب ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلق حفصۃ ثم راجعھا۔

ترجمہ :۔ رسولؐ خدا نے حفصہ کو طلاق دے کر پھر رجوع کر لیا۔

غلام حیدر:- محض بی بی حفصہ ہی کو طلاق نہیں ملی - بلکہ بی بی عائشہ بھی اس امر میں بی بی حفصہ کے ساتھ شامل ہیں - چنانچہ ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۶۱ کتاب التفسیر سورۃ تحریم میں یہہ امر نہایت بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے اور بخاری کتاب التفسیر میں اور نسائی جلد دویم صفحہ ۳۳ ۵ سطر ۷ باب الغیرۃ کتاب عشرۃ النساء میں بھی موجود ہے - نیز بی بی عائشہ وحفصہ کو رسول خدا نے انکن لصواحب یوسف کا لقب عطا فرمایا ہے - اور یہہ مضمون ترمذی جلد دویم ۲۲۸ سطر ۲۴ مناقب ابو بکر میں اور صحیح بخاری صفحہ ۹۶ سطر ۷ کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ میں موجود ہے یعنے رسول خدا نے بی بی عائشہ وحفصہ کو اوس موقعہ پر یہہ لقب عطا فرمایا - کہ جس موقعہ پر وہ (عائشہ) کہتی تھی - کہ ابو بکر رقیق القلب ہیں - اگر یہہ نماز پڑھانے کے لئے منتخب ہوئے تو رودیں گے رسول خدا کو یاد کرکر کے غرضیکہ پہر بی بی حفصہ سے بھی یہی امر ظاہر کرایا اُس موقعہ پر رسول خدا نے فرمایا - انکن لصواحب یوسف یعنے رسول خدا نے ان دو بی بیوں کو اون عورتوں کے ساتھ مشابہ کیا جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو معاذ اللہ زلیخا کی دلی تمناء پورا کرنے کے لئے (یعنے زناء) سبق پڑھایا تھا - اور ضرور ہے - کہ مشبہ اور مشبہ بہہ میں کوئی مناسبت ہو جس میں مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان کوئی تعلق و لگاؤ پیدا ہو - اور وہ اس مقام میں یہہ ہے کہ رسول خدا کو علم لدنی کے آئینہ کے ذریعہ معلوم ہو رہا تھا - کہ ابو بکر کی رقیق القلبی اوسی وقت تک ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں اور بعد از فوتیدگی من ابو بکر کی رقیق القلبی رفع ہو جاوے گی - چنانچہ عین فوتیدگی رسول خدا کے وقت ابو بکر

رسوؐل خدا کو فراموش کر کے خلافت کا قضیہ حل کرنے لگے ۔ اور رسوؐل خدا سے ایسے بے خبر ہوئے گویا اون کے واقف ہی نہ تھے المختصر بی بی عائشہ اس خیال سے ابوبکر کی پیشنماز ہونے کی مانع تھی ۔ کہ مبادا لوگ میرے والد شریف کو منحوس نہ سمجھنے لگیں ۔ کیونکہ وہ خیال کریں گے ۔ کہ پہلے پہل وہ پیشنماز ہوا اور رسوؐل خدا فوت ہوئے ۔ نیز اس امر سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ بی بی عائشہؓ صدیقہ کو رسوؐل خدا کی فوتیدگی کا یقین تھا ۔ کیونکہ اونہی کی ذات بابرکات نے رسولؐ خدا کو مرض الموت میں امام دویم کے ساتھ شریک کیا ۔

احادیث مشتمل بر فضائل جناب امیرالمومنین علیؑ مرتضیٰ روحی لہ الفداء از کتب صحاح ستہ

حدیث نمبر اوّل

عن سہل بن سعد قال استعمل علی المدینۃ رجل من آل مروان قال فدعا سہل بن سعد فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سہل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب فقال سہل ماکان لعلی اسم احب الیہ من ابی تراب وان کان لیفرح اذا دعی بہا فقال لہ اخبرنا عن قصتہ لم سمی ابا تراب قال جاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت فاطمۃ فلم یجد علیاً فی البیت فقال این ابن عمک فقالت کان بینی و بینہ شئی فغاضبنی فخرج فلم یقل عندی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانسانٍ انظر این ھو فجاء فقال یارسول اللہ ھو فی المسجد راقدٌ فجاءہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو مضطجع قد سقط رداءہ عن شقہ فاصابہ تراب فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسحہ عنہ و یقول قم ابا التراب صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۸۰ کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ بن ابیطالب اور بخاری صفحہ ۸۹ سطر ۲۶ کتاب الصلوٰۃ باب نوم الرجل فی المسجد جزو دویم۔

ترجمہ :۔ سہل بن سعد کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا۔ اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا۔ تو جناب علیؑ المرتضےٰ کو گالیاں دے۔ سہل نے انکار کیا۔ عامل نے کہا۔ اگر تو اس سے انکار کرتا ہے۔ تو صرف اتنا ہی کہدے۔ (معاذ اللہ استغفر اللہ خاک بدہنم) کہ ابو تراب پر خدا ل ع ن ت کرے۔ سہل نے کہا۔ جناب امیر کے نزدیک اس نام سے زیادہ تر کوئی نام پیارا نہ تھا۔ جب آپ اس نام سے پکارے جاتے نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہہ بتا کہ جناب امیر علیؑ مرتضےٰ کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا۔ سہل نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خدا جناب سیدہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ علیؑ المرتضےٰ کو وہاں موجود نہ پا کر جناب سیدہ سے پوچھا۔ کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے

عرض کیا۔ کہ ہم دونوں میں کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی۔ وہ غصہ ہو کر کہیں چلے گئے ہیں۔ اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا۔ کہ جا کر دیکھو۔ کہ علیؑ المرتضٰے کہاں ہیں۔ اوس شخص نے عرض کیا۔ کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ جناب رسول خدا مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور حضرت علیؑ مرتضٰے کو سوتا ہوا پایا۔ اور دیکھا کہ کندھے سے چادر اتری ہوئی ہے۔ اور پہلو غبار آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرورِ عالم اُن کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے۔ اور فرمانے لگے۔ اُٹھ اے ابو تراب۔ انتہٰے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول خدا نے علیؑ المرتضٰے کو ابو تراب کا لقب عطا فرمایا۔ اور ابو تراب بمعنے باپ مٹی ہے۔ اور مٹی ہر ایک چیز کا اصل عموماً خصوصاً مسلم الثبوت ہے۔ پس جبکہ علیؑ المرتضٰے اصل الاصل قرار پا چکے تو معلوم ہوا کہ علیؑ المرتضٰے کل مخلوق کے بمنزلۂ والدین۔ اور عقوق والدین کو شارع نے اکبر الکبائر میں محسوب کیا ہے۔ پس مخالفین علیؑ المرتضٰے گو عابد و زاہد ہی کیوں نہوں اس اکبر الکبائر کے مرتکب ہونے کے باعث دوزخ ہی میں داخل ہوویں گے۔

حدیث نمبر ۲

عن البراء بن عازب قال اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ التی حج فنزل فی بعض الطریق فامر الصلوٰۃ جامعۃً فاخذ بید علی فقال الست اولی بالمؤمنین من انفسہم

قالوا بلےٰ قال الست اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ قال فہذا ولی من انا مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۵ باب فضل علی بن ابی طالب۔

ترجمہ :- براء بن عاذب کہتے ہیں۔ کہ تھے ہم ساتھ رسولؐ خدا کے حج الوداع میں۔ پس مقام کیا رسولؐ خدا نے خم غدیر میں۔ پس حکم دیا آپ نے نماز کا۔ پھر جبکہ فارغ ہوئے رسولؐ خدا نماز سے۔ پس پکڑا آنحضرتؐ نے ہاتھ علیؑ المرتضےٰ کا۔ پس فرمایا آنحضرت نے کیا نہیں ہوں میں اولیٰ وافضل مومنوں کے نفس سے۔ کہا حاضرین نے آپ افضل ہیں۔ پھر فرمایا رسولؐ خدا نے کیا نہیں ہوں میں ہر ایک مومن کے نفس سے افضل۔ کہا حاضرین نے آپ افضل ہیں پھر فرمایا رسولؐ خدا نے۔ پس یہہ (علیؑ المرتضےٰ) حاکم ہے اُس کسی کا جس کا میں حاکم ہوں۔ پروردگارا دوست رکھ تو اوس کسیکو جو علیؑ المرتضےٰ کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ تو اُس کسیکو۔ جو علیؑ المرتضےٰ کو دشمن سمجھے۔

غلام حیدر :- سابقاً بیان کیا گیا ہے۔ کہ علیؑ المرتضےٰ کو بی بی عائشہؓ صدیقہ وحضرت ابوبکرؓ وعمر وعثمان ومعاویہ وغیرہ ذٰلک دوست نہیں رکھتے تھے۔ پس بموجب منطوق حدیث لازم الوثوق یعنے حدیث غدیر مذکور ان صاحبوں پر جو کچھہ ترتب ہوتا ہے۔ ناظرین سوچیں اور سمجھیں۔

حدیث نمبر ۳

عن ابی حازم قال اخبرنی سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ قال فبات الناس یدوکون
لیلتھم ایھم یعطاھا قال فلما اصبح الناس غدوا علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجون ان یعطاھا فقال این علی
بن ابی طالب فقالوا ھو یارسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا
الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ
فبرء حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یارسول
اللہ اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل
بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق
اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیرٌ لک من
ان یکون لک حمر النعم صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۷۹ کتاب
الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب اور ابن ماجہ جلد
اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۷ باب فضل علیؑ مرتضیٰ اور بخاری صفحہ
۵۵۹ سطر ۱۴ کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر جزو ہفتدہم

حاصل۔ ترجمہ۔

فرمایا رسولؐ خدا نے غزوۂ خیبر کے دن دوں گا میں یہہ نشان ایسے
شخص کو جس کے ہاتھ خدا ہم کو فتح دے گا۔ دوست رکھتا ہے وہ خدا
اور رسولؐ خدا کو اور دوست رکھتے ہیں اوس کو خدا اور رسولؐ خدا۔ یہہ
واقعہ سُنکر تمام لوگ تمام رات سوچا کئے کہ وہ نشان ہم میں سے کس کو
ملے گا۔ پس جب کہ صبح ہوئی۔ اکٹھے ہوئے اور سید وار علمدار ہی کے خدمت

رسول خدا ہیں اور ہر ایک کا یہی خیال تھا۔ کہ مجھی کو علم ملے گا۔ پس فرمایا رسول خدا نے کہاں ہیں علیؑ ابن ابی طالب۔ پس حاضرین نے کہا درد چشم میں مبتلا ہیں۔ فرمایا رسولؐ خدا نے بلاؤ تم اوسکو پس تشریف لائے علیؑ مرتضےٰ پس حضرت رسولؐ خدا نے رطوبت دہن اقدس سے علیؑ مرتضےٰ کی آنکھوں کا معالجہ کیا۔ پس بالفور علیؑ المرتضےٰ صحت یاب ہوئے۔ گویا وہ بیمار ہی نہ تھے۔ پس علیؑ المرتضےٰ کو علم جنگ رسولؐ خدا نے عطا فرما کر فرمایا۔ قسم ہے خدا کی اگر ہدایت حاصل کی تمہاری کوشش سے ایک شخص نے تو بھی تمہارے لئے شتران سرخ مو سے بہت بہتر ہے۔

غلام حیدر:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوائے علیؑ المرتضیٰ کے اور کسی شخص میں وہ صفات مجتمع نہیں تھے۔ جن صفات پر رسولؐ خدا نے غزوہ خیبر کی علمداری معلق فرمائی تھی۔ اگر کسی اور شخص میں یہ صفات جمع ہوتے۔ تو پھر علیؑ المرتضےٰ کو علم جنگ کا ملنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ جو ایک قسم کی بے انصافی میں داخل ہے۔ نیز اس حدیث سے اون اخوان الشیاطین کو عبرت پکڑنی چاہئے۔ جو کہ علیؑ المرتضےٰ کی نسبت بغرض کتمان مثالب خلفاء ثلاثہ سوء ظنی سے کام لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے جوں تک نہیں ماری۔ فقص اللہ فاہم وجعل النار مثواہم کیونکہ اگر علیؑ المرتضےٰ اعلےٰ درجے کے بہادر نہ ہوتے۔ تو خدا اور رسولؐ خدا ان کو اس کام کے لئے ہرگز ہرگز منتخب نہ کرتے ؎

حدیث نمبر ۴

عن البراء فی تتمۃ حدیث الطویل قال رسول اللہ لعلی انت

منی وانا منک۔ صحیح بخاری صفحہ ۳۷۲ سطر ۲۹ کتاب الصلح باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلان بن فلان جزو دھم اور ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۱۱ باب فضل علی المرتضیٰؑ اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۳۳ سطر ۲۸ باب مناقب علی بن ابی طالب ابواب المناقب۔

ترجمہ:- رسول خدا نے فرمایا علی مرتضےٰؑ مجھ سے ہے اور میں علی مرتضیٰؑ سے ہوں۔

غلام حیدر:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علی مرتضےٰؑ اور رسول خدا میں نسبت مساوات ہے پس جو لوگ رسول خدا پر ایمان لاکر علی مرتضےٰؑ کو غیروں سے افضل نہیں سمجھتے۔ اُن کا ایمان مردود ہے فافھم وتدبر۔

حدیث نمبر ۵

عن ابی خازم قال سئل سھل بن سعد و انا اسمع بای شئ دوی جرح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ما بقی احد اعلم بہ منی کان علیؑ یاتی بالماء فی ترسہ و فاطمۃ تغسل عنہ الدم و احرق لہ حصیرۃ فحشی بہ جرحہ صحیح ترمذی جلد دویم صفحہ ۳۲ سطر ۱۴ باب حدثنا ابواب الطب۔

ترجمہ:- ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ کہ میری موجودگی میں سہل ابن سعد سے دریافت کیا گیا۔ کہ کس چیز سے معالجہ کیا جاتا تھا۔ رسول خدا کے زخم

پر گراتے تھے۔ اور فاطمۃ الزہرا اون زخموں کے خون کو دور کرتی تھیں یعنے دھوتی تھیں۔ اور بوریا جلا کر زخموں کو اُس کی راکھ سے بھرتی تھیں۔

غلام حمید :۔ مخالفین علیؑ المرتضےٰ کے عقلوں پر پردے ہیں۔ کیونکہ مصیبت رسولؐ خدا و علاج معالجہ رسولؐ خدا کے ساتھ علیؑ المرتضےٰ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور آرام و چین کی حالتوں میں خلفاء کو یاد کرتے ہیں۔ یہہ عجب انصاف ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن صفیة بنت شیبة قالت قالت عائشة خرج النبي صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جائت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۸۳ سطر ۳ کتاب الفضائل باب فضائل حسنین اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۶۹ سطر ۳۰ سورت احزاب ابواب التفسیر۔

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے۔ کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا سیاہ صوف کی چادر اوڑھکر اپنی دولت سرا میں رونق افروز ہوئے۔ پھر اُن کے پاس حسن مجتبےٰ آئے۔ پس داخل کیا انکو رسولؐ خدا نے اپنی چادر میں۔ پھر رونق افروز ہوئے جناب امام حسینؑ جن

داخل کیا ان کو بھی جناب پیغمبر خدا نے اپنی چادر میں - پھر آئے جناب علیؑ المرتضےٰ - اُن کو بھی آنحضرتؐ نے اپنی چادر میں داخل کر لیا - پھر آئیں جناب فاطمۃ الزہرا اون کو بھی جناب سرور کائنات نے اپنی چادر میں داخل کر کے فرمایا جز این نیست کہ ارادہ کرتا ہے - خداوند تعالےٰ کو دور کرے تم سے پلیدی - اے اہل بیت محمدؐ اور پاک کرے تمکو پاک کرنا -

غلام حیدر رہ - بمصداق مصرعہ -

چوں خدا خواہد عدو سبب خیر شود

مخالفین علیؑ المرتضےٰ بوقت بیان کرنے مسئلہ وراثت رسولؐ خدا حضرت ابوبکر سے حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث بیان کر کے معاذ اللہ علیؑ المرتضےٰ و فاطمۃ الزہراء کو غلطی کی نسبت دیتے ہیں اور پھر طرفہ یہہ کہ آئیت تطہیر میں علیؑ المرتضےٰ و فاطمۃ الزہراء کو داخل کرتے ہیں - اتنا نہیں سمجھہ سکتے - کہ ابھی تو ہم نے علیؑ المرتضےٰ اور فاطمۃ الزہرا کی طرف غلطی کو منسوب کیا تہا اور اب اون دونوں بزرگوں کو آئیت تطہیر میں داخل کر کے قائل حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقہ کو چاہ ضلالت میں گراتے ہیں - ہاں اگر فرضی و وضعی حدیثوں کے ذریعہ قائل حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کو حضرت عائشہ کی طرح آئیت تطہیر میں داخل کرتے تو کیا خوب ہوتا - مگر مطابق مثل مشہور دروغ گو را حافظہ نباشد - یہہ اُن سے نہ ہوسکا - فافہم وتدبر ولا تکن من الممترین -

ثہ ثہ ثہ ثہ

حدیث نمبر ۷

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ الزھراء ستۃ اشھر اذا خرج لصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۷۰ سطر ۲ سورۃ احزاب ابواب التفسیر

ترجمہ:۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ رسولؐ خدا متواتر چھ مہینہ بوقت نماز صبح دولت خانہ فاطمۃ الزہراء کے دروازہ پر جاکر فرماتے تھے۔ یاد کرو تم نماز کو اے اہل بیت محمدؐ جز این نیست کہ ارادہ کرتا ہے خداوند تعالےٰ کہ دور کرے تم سے ہر ایک قسم کا عیب ظاہری و باطنی اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئیت تطہیر میں حسنین و علیؑ مرتضےٰ و فاطمۃ الزہراء اور رسول خدا کے سوائے اور کوئی داخل نہیں۔ کیونکہ اُن کے علاوہ جن لوگوں کو لوگ اس آئیت میں داخل کرتے ہیں۔ اُن کے دروازہ پر چھ مہینہ تو بجائے خود ایک روز بھی رسولؐ خدا نے دروازہ پر قدم رنجہ فرماکر یہہ کلمات تلفظ نہیں فرمائے۔ مگر افسوس کہ مخالفین علیؑ المرتضےٰ باوجود اس قسم روایات کے نقل کرنے کے علیؑ المرتضےٰ و فاطمۃ الزہراء کی طرف غلطی کی نسبت کرتے ہیں۔ اور قائل حدیث لانورث ماترکناہ صدقۃ کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیا

انصاف اسی کا نام ہے۔

حدیث نمبر ۹

عن عامر بن سعد عن ابیہ قال لما نزلت ھذہ الآیتہ ندع ابنائنا و ابنائکم و لنسائنا و نسائکم الی آخر الآیتہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علیاً و فاطمۃ وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھولاء اھلی ترمذی جلد دویم صفحہ ۱۳۹ سطر ۲۸ سورۃ آل عمران۔

ترجمہ :- عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب اُتری یہہ آیت ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم الی آخر الآیتہ بلایا رسولؐ خدا نے علیؑ المرتضٰے و حضرت فاطمتہ الزہراؑ و حسنینؑ علیہم السلام کو۔ پھر فرمایا آپ نے اے خداوند بے مثل و مانند یہہ ہیں میرے اہل بیت۔

غلام حیدر :- اس حدیث میں رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضٰے کو اہل بیت سے اور خود خداوند عالم نے نفس رسولؐ سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس امر کو ہم نے کتاب تقویتہ المومنین میں بسط کے ساتھ لکھکر شایع کیا ہے۔ پس افسوس ہے معاندین علیؑ المرتضٰے پر جنہوں نے علیؑ المرتضٰے کے اس قسم کے فضایل سے اغماض کر کے مولین الادبار کو پیشوا بنایا۔ و لنعم ما قیل فی ھذ المقام ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

المختصر ترمذی ابواب المناقب باب مناقب علی المرتضےٰ میں لکھا ہوا ہے۔ کہ رسولؐ خدا نے علیؑ المرتضیٰ کے ساتھ صیغۂ اخوت جاری فرمایا۔ علیؑ المرتضیٰ کو رسولؐ خدا نے بحکم ایزدی حالت جنب میں مسجد داخل ہونے کے لئے مختار فرمایا۔ علیؑ المرتضیٰ کے ذریعہ اس امت کی تخفیف۔ علیؑ المرتضےٰ ہی کو خداوند عالم نے گوشت طیر میں رسوؐل خدا کے ساتھ شریک فرما کر احب الخلق عند اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

علیؑ المرتضےٰ ہی کو دربار رسوؐل خدا سے انا دار الحکمۃ و علیؑ بابہا کا خطاب حاصل ہوا۔

علیؑ المرتضےٰ ہی کو رسولؐ خدا نے بحکم ایزدی مشورہ کے لئے منتخب فرمایا۔

علیؑ المرتضےٰ ہی نے سب سے اوّل رسوؐل خدا کے ساتھ نماز ادا کرنے کا فخر حاصل کیا۔

اور علیؑ المرتضےٰ ہی کے دروازہ کو رسوؐل خدا نے اپنی مسجد کی طرف کھلا رکھنے کا حکم جاری فرمایا۔

اور ابوداؤد جلد دویم کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہوا ہے کہ رسوؐل خدا کو فضل ابن عباس اور اسامۃ بن زید اور علیؑ المرتضےٰ ہی نے غسل دیا۔ اور قبر میں داخل کیا۔ اور اس امر کا باعث دریافت کرنے پر علیؑ المرتضےٰ نے فرمایا جزاین نیست کہ ان امور کے والی ہی متکفل ہوتے ہیں اور ناظرین یاد رکھیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلفاء ثلاثہ ان امور میں شامل نہیں ہوئے۔

٭ ٭ ٭ ٭

غلام حیدر:- کیوں مولوی صاحب جو کچھ میں نے عرض کیا ہے آپ کے ذہن نشین ہوا - نیز علیؑ مرتضےٰ کی افضلیت کے متعلق اور امیر معاویہ کی بغاوت کے متعلق جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے - اس میں آپ کی کیا رائے ہے - بیان فرماکر ممنون فرماویں -

غلام جیلانی:- جو کچھ آپ نے فرمایا ہے - اوس کی نسبت حال فی الحال میں کچھ عرض نہیں کر سکتا - کیونکہ جو احادیث آپ نے بیان کی ہیں - ان کو میں کتب صحاح ستہ میں دیکھ کر اپنی رائے ظاہر کروں گا - کیونکہ ابھی مجھے یہہ بھی خیال ہے - کہ مبادا یہہ احادیث کتب صحاح ستہ میں نہ ہوں - کیونکہ ہم نے اپنے مذہب کے مولویوں سے سنا ہوا ہے - کہ فرقہ شیعہ اکذب الکاذبین ہیں - بلکہ اسی کذب کے باعث ہمارے علمائے اون کی شہادت بھی مقبول نہیں سمجھتے چنانچہ مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری نے اپنے چوورقہ میں تحریر فرمایا ہے - کہ شیعہ اظلم - اجہل - اکذب الناس ہیں -

غلام حیدر:- جن کلمات سے آپ نے میرے سوال کے جواب کو ادا فرمایا ہے - ان سے آپ کی اور نیز آپ کے مولوی عبدالاحد صاحب کی اخلاقی تعلیم کا حصہ ہم نے سمجھ لیا ہے - مگر تاہم میں شعر مندرجہ ذیل کو مدنظر رکھکر آپ کو اس حرکت میں معذور سمجھکر ملتمس ہوں -

شعر

اذا کان الغراب دلیل قوم
فتھدیھم الی جیف الکلاب

یعنے جس قوم کا پیشوا کوا ہو۔ پس وہ اپنی قوم کو مردارخوری کی ہدایت کرتا ہے۔

المختصر میری طرف سے آپ کو اختیار ہے۔ خواہ ان احادیث کو صحیح سمجھو یا غیر صحیح لیکن جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اُس کی تصدیق کی غرض سے آپ میرا ایڈریس نوٹ کر لیں۔ اور اگر ان احادیث سے جو میں بجوالۂ کُتب آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ اُن کتابوں میں نہ نکلے۔ تو پھر آپ کو اختیار ہے۔ جون سی سزا میرے لئے مقرر فرمائیں۔ اوس کے قبول کرنے میں مجھ کو کوئی عذر نہ ہوگا۔

غلام جیلانی بہت خوب آپ اپنا پتہ ارشاد فرما دیں۔

غلام حیدر:۔ ضلع سندھ حیدر آباد سٹیشن ریلوے نواب شاہ معرفت سید بہادل شاہ صاحب زمیندار غلام حیدر کو پہنچے۔ مولوی صاحب آپ نے تو ہمارا پتہ لکھ لیا۔ اب مہربانی فرما کر آپ بھی مجھ کو اپنا پتہ لکھ دیویں۔ تاکہ میں بھی آپ کو ان احادیث کی جانچ پڑتال کے لئے توجہ دلاتا رہوں۔

غلام جیلانی حال فی الحال تو میں بغداد شریف چلا جاتا ہوں۔ اور بشرط زندگی بوقت واپسی آپ کو دیکھوں گا۔ اوس موقعہ پر جو کچھ مناسب ہوا۔ عرض کیا جائے گا۔ گستاخی معاف۔ اگر مہربانی فرما کر آپ مسئلہ مسح الرجلین و مسئلہ پانچ تکبیر جنازہ و جمع الصلوتین و لعنت کی نسبت کتب صحاح ستہ سے کچھ بیان فرما دیں تو مہربانی سے بعید نہ ہوگا۔ کیونکہ ان مسائل میں خود متفکر ہوں *

غلام حیدر:۔ میں حاضر ہوں۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل کر کے مسائل مستفسرہ جناب کا جواب کتب صحاح سے عرض کرتا ہوں مہربانی فرماکر غور سے ملاحظہ فرماویں۔

مسح الرجلین

پیروں کا مسح

عن الربیع قالت اتانی ابن عباس فسالنی عن ھذا الحدیث یعنی حدیثھا الذی ذکرت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم توضاٗ وغسل رجلیہ فقال ابن عباس ان الناس ابوا الا الغسل ولا اجد فی کتاب اللّٰہ الا المسح۔ ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۳۶ سطر ۱۴ باب غسل القدمین۔

ترجمہ:۔ ابن عباس ربیع کے پاس گئے۔ اور دریافت کیا انہوں نے اُن سے اوس حدیث کو جس میں اوس نے رسولؐ خدا سے پیروں کا دھونا نقل کیا تھا۔ پھر فرمایا ابن عباس نے لوگوں نے تو انکار کیا ہے پیروں کے مسح کا اور نہیں دیکھتا میں کتاب خدا میں لیکن مسح۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابن عباس کے نزدیک آیت الوضو پیروں کے مسح ہی پر دلالت کرتی ہے۔ اور

اسی حدیث کے حاشیہ پر اسی کتاب میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔
قولہ ولا احد فی کتاب اللہ الا المسح ھذا صریح فی ان ابن
عباس خالف جمہور الصحابۃ فی ھذہ المسئلۃ و ھذا مذہب
شاذ تفرد بہ ابن عباس و قد انعقد اجماع اھل السنۃ
بعدہ علی غسل الرجلین واللہ اعلم ۱۲ نجاح و قال فی
التوشیح و استدل بہ علی عدم جواز مسحہما قال النووی اجمع
علیہ الصحابۃ والفقہاء والشیعۃ اوجب المسح وفیہ نظر
فقد نقل ابن التین التخییر عن بعض الشافعین و روی
عکرمۃ یمسح علیہما و ثبت عن جماعۃ یعتد بہم فی الاجماع
باسانید صحیحۃ کعلی و ابن عباس والحسن والشعبی واٰخرین
و قال الکرمانی و فیہ رد للشیعۃ المتمسکین بظاھر قراءۃ ارجلکم
بالجر و ما روی عن علی و غیرہم فقد ثبت عنہم الرجوع
انتہٰے ۔ و قال الترمذی و فقہ ھذا الحدیث انہ لایجوز المسح
علی القدمین اذا لم یکن علیہما خفان او جوربان انتہٰے۔
ترجمہ ۔ قول ابن عباس اور نہیں پاتا ہیں کتاب خدا میں مگر مسح
یہہ قول ظاہر کرتا ہے اس امر کو کہ تحقیق ابن عباس نے مخالفت کی
جمیع اصحابوں کی اس مسئلہ میں ۔ اور یہہ مذہب شاذ ہے ۔ منفرد ہے
ساتھ اس کے ابن عباس ۔ اور تحقیق منعقد ہوا ہے اجماع اہل سنت کا
بعد ابن عباس کے اوپر دھونے پیروں کے اور خدا اچھا جانتا ہے
اور کہا توشیح میں کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے نہ جائز
ہونے مسح پیروں پر ۔ کہا نووی نے اجماع کیا ہے پیر دھونے پر

صحابہ اور فقہا نے اور شیعہ فرض سمجھتے ہیں مسح پیروں کا۔ اور اس میں اعتراض ہے پس تحقیق نقل کیا ہے ابن التنین نے تخییر کو بعض شافعی المذہبوں سے یعنے مکلف کو اختیار ہے خواہ پیروں کا مسح کرے خواہ دھوئے۔ اور دیکھا ابن التنین نے عکرمۃ کو کہ مسح کرتا تھا وہ اوپر پیروں کے۔ اور ثابت ہے مسح ایک جماعت سے جن کا اجماع میں معتبر ہونا لازم ہے ساتھ صحیح سندوں کے۔ مثل علیؓ المرتضےٰ۔ اور ابن عباس اور حسن اور شعبی اور اور لوگ۔ اور کہا کرمانی نے اس حدیث میں رد ہے اوپر شیعہ کے جو تمسک پکڑتے ہیں ساتھ ظاہر قراۃ ارجلکم کے جو زیر کے ساتھ ہے۔ اور وہ جو ثابت ہوا ہے پیروں کا مسح علیؓ المرتضےٰ اور غیر اون کے سے پس تحقیق ثابت ہے اون سے پھرنا اون کا پیروں کے مسح سے انتہے۔ اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث سے مستنبط ہوتا ہے یہہ امر کہ نہیں جائز مسح پیروں کا جب کہ نہ ہوں اون پر جرابان یا مسیان۔

غلام حسین رہ۔ الحمد للہ کہ مخالفین نے اس حدیث کو صحیح سمجھ کر ابن عباس کو قائل مسح الرجلین تسلیم کرکے اون کے مذہب کو شاذ اور خود ابن عباس کو مخالف الجمہور الصحابۃ کا لقب عطا فرمایا۔ غرضیکہ یہ ثابت ہوا کہ ابن عباس مسح الرجلین کے قائل اور غسل القدمین کے منکر تھے۔ اور فقرہ تحقیق منعقد ہوا اجماع اہل سنت کا بعد اون کے پیر دہوئے پر۔ دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ اجماع اہل سنت کا پیر دھونے پر بعد از فوتیدگی ابن عباس منعقد ہوا۔ اور ابن عباس کی موجودگی میں مسح ہی مسح تہا۔

قول اقدالنووی پر خود محشی نے اعتراض کیا ہے۔ یعنے نووی کے دعوے اجماع پر پیر دھونے میں یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ ابن التین نے بعض شافعی المذہبیوں سے تخییر کو نقل کیا ہے۔ اور نیز اوسی نے عکرمتہ کو پیروں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ اور علیؓ مرتضےٰ اور ابن عباس اور حسن اور شعبی اور اور لوگوں سے اوس نے مسح الرجلین کو نقل کیا ہے۔ جو دعوے اجماع کو خاک آمیز کرتا ہے۔ اور یہہ تقریر محض رجوع کی تاویل سے ہرگز کمزور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دلائل ثبوت المسح عند ابن عباس و علیؓ المرتضےٰ وغیر ذلک یقینی الثبوت ہیں۔ اور پھرنا ان کا مسح الرجلین سے ظنی ہے یعنے ثبوت مسح الرجلین ابن عباسؓ و علیؓ المرتضےٰ سے درائیت ہے۔ اور پھرنا اون کا اس قول سے روائیت ہے۔ اور عقلمند درائیت کے مقابلہ میں روائیت کو متروک العمل سمجھتے ہیں۔ اور حاشیہ کی تقریر میں جو شیعوں کو تمسک بظاہر قراۃ ارجلکم بزیر لام کا لقب دیا گیا ہے۔ یہہ محض شیعوں پر افترا ہے۔ کیونکہ شیعہ کے نزدیک بلکہ کل عقلمندوں کے نزدیک خواہ ارجلکم میں لام مجرور یا منصوب پڑہا جاوے۔ ہر حالت میں مسح ہی ثابت ہوتا ہے جسکو ہم آیندہ بسط کے ساتھ لکھیں گے۔ اور قول ترمذی عقلمندوں کے نزدیک قابل داد ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ نہیں جایز مسح پیروں کا جب تک نہ ہوں اون پر جراباں یا مستیاں عقلمندی سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ بحث تو اس امر میں ہے۔ کہ قرآن میں خدا نے مسح الرجلین یا غسل القدمین کا حکم دیا ہے اور انہوں نے

بطور جملہ معترضہ ارشاد فرمایا۔ کہ پیروں کا مسح ناجائز ہے۔ جبتک جراباں یا مستیاں ادن پر نہ ہوں۔ اور طرہ یہہ کہ محض دعوے ہی کیا۔ اور دلیل بیان کرنے میں اغماض فرمایا۔ وہذا مضحکتہ للصبیان۔

اب ہم کو کتب صحاح ستہ میں دیکھنا چاہئیے۔ کہ علمیّت میں صحابۂ رسولؐ خدا میں کون اعلم تھا۔ پس جس صحابی کو علمیّت میں باقی صحابہ پر فوقیت حاصل ہوئی۔ اُسی کے قول کو احق سمجھا جاوے گا۔

کتب صحاح ستہ میں جمیع صحابہ کے مقابلہ میں خلفاء اربعہ یعنے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق و عثمانؓ غنی و علیؓ المرتضٰے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اور پھر ان کی باہمی افضلیت میں اختلاف عظیم واقع ہوا ہے۔ لیکن تاہم اس امر میں کوئی شک نہیں۔ کہ علیؓ المرتضٰے علمیّت میں خلفاء ثلاثہ سے بھی اقضی و اعلم قرار دئیے گئے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں بروائیت عمرؓ فاروق علیؓ المرتضٰے کو اقضانا کے خطاب اور ترمذی میں علیؓ المرتضٰے کو الحق مع علیؓ سے یاد کیا گیا ہے۔ نیز علیؓ مرتضٰے ہی کے شان میں ترمذی نے لکھا ہے۔ انا دار الحکمتہ و علی بابہا۔ اور ہم ان احادیث کو بحوالہ صفحہ و سطر اپنے مقام میں لکھ چکے ہیں۔ المختصر بمنطوق احادیث لازم الوثوق علیؓ المرتضٰے ہی اعلم و مقرون الحق ثابت ہوتے ہیں۔ اور سابقاً یہہ امر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ علیؓ المرتضٰے مسح الرجلین ہی کے قائل تھے۔ پس مسح الرجلین ہی مفاد آئیت الوضو قرار پایا۔

نیز مصنفین کتب صحاح ستہ نے انصاف کو بالائے طاق رکھ کر عبداللہ بن عباس کے قول و مذہب کو شاذ و متروک العمل قرار دینے کے باعث اکثر مقامات میں عموماً اور اس مقام میں خصوصاً اوس کے اقوال پر جہلا کے اقوال کو مقدم سمجھا حالانکہ ابن عباس کی نسبت کتب صحاح ستہ میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔

عن ابن عباس قال ضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال اللھم علمہ الکتاب صحیح بخاری صفحہ ۱۴ سطر ۵ کتاب العلم باب قول النبی اللھم علمہ الکتاب جزو اول اور مسلم جلد دویم صفحہ ۲۹۸ سطر ۸ کتاب الفضائل باب من فضائل عبد اللہ بن عباس اور ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۵ سطر ۱۶ فضل ابن عباس اور ترمذی جلد دویم صفحہ ۲۴۵ سطر ۴ مناقب ابن عباس۔

ترجمہ:۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ رسول خدا نے مجھ کو گلے سے لگا کر میرے حق میں اس طرح دعا فرمائی۔ کہ خداوندا سکھلا تو ابن عباس کو علم قرآن کا۔

غلام حیدر:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول خدا نے ابن عباس کے عالم بکتاب ہونے کے لئے دعا کی۔ اور یہہ امر مسلم الثبوت ہے۔ کہ دعائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب ہے۔ نیز رسول خدا صلعم کا ابن عباس کو گلے سے لگانا مشیر ہے طرف اس امر کے۔ کہ رسول خدا نے اپنے صدری علم سے بھی ابن عباس کو بہرہ مند

فرمایا - اور سابقاً ہم بتلا چکے ہیں - کہ ابن عباس مسح الرجلین ہی کے معتقد تھے - اور وہ حدیث جس سے ابن عباس کا قایل بمسح الرجلین ہونا ثابت ہی صحیح ہے - اگر صحیح نہ ہوتی تو پھر مخالفین اہل بیتکو قول ابن عباس کے تاویل کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی - المختصر جن لوگوں نے باوجود متصف کرنے ابن عباس کے ساتھ علمیت کتاب کے اوس کے قول و مذہب کو شاذ بتلایا ہے - وہ لوگ محرف القرآن نہیں تو کون ہیں -

حدیث نمبر ۲

عن رفاعتہ بن رافع انہ کان جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم فقال انہا لا تتم صلوۃ لاحد حتی یسبغ الوضوٗ کما امرہ اللہ تعالی یغسل وجھہ و یدیہ الی المرفقین و یمسح براسہ و رجلیہ الی الکعبین ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۲۶ سطر ۱۸ باب الوضوء علی امر اللہ تعالے -

ترجمہ :- رفاعتہ بن رافع رسولِ خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے - کہ فرمایا رسولِ خدا نے نہیں کمل ہوتی نماز کسی شخص کی جب تک کہ کرے وہ وضو جیسکہ خدا نے حکم دیا ہے - دھوئے وہ مونہہ اپنا اور ہاتھ اپنے - اور مسح کرے سر اور پیر کا -

غلام حیدر :- اس حدیث کے معنی متبادری وہی ہیں -

جن کو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے ۔یعنے رجلیہ معطوف ہے براسہ پر چنانچہ اسی حدیث کے حاشیہ میں اسی کتاب میں اس طرح لکھا ہوا ہے ۔ قولہ و رجلیہ الی الکعبین معطوف علی قولہ وجہہ و یدیہ لا علی قولہ براسہ کما ھو المتبادر الی الاذھان ۱۲ انجاح ۔

ترجمہ :۔ مقولہ رسول خدا کا ورجلیہ الی الکعبین عطف کیا گیا ہے ۔ اوپر قول رسول خدا وجہہ و یدیہ کے ۔ نہ اوپر مقولہ رسول خدا براسہ کے جیسی متبادر ہے طرف ذہنوں کے ۔ انتہی ۔

ترجمۃ الحاشیہ معنے متبادری کو چھوڑ کر غیر متبادری معنے کو اوس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب کہ معنے متبادری کے اختیار کرنے میں کوئی مانع ہو ۔ اور محشی صاحب نے اتنا تو ظاہر کیا ۔ کہ معنے متبادری یہاں مراد نہیں ۔ لیکن یہہ محض دعوے ہے اس دعوے کی دلیل اونکو لکھنی چاہیئے تھی ۔ لیکن افسوس کہ اُنہوں نے اس امر سے اغماض فرمایا ۔ لیکن میں کہتا ہوں ۔ کہ آیت الوضوء میں شیعہ رجلین کو برئوس کا معطوف قرار دے کر پیروں کا مسح کرتے ہیں اور مخالفین رجلین کو وجوہکم کا معطوف قرار دے کر پیروں کو دھوتے ہیں ۔ اور تبادر اذہان و قوانین نحویہ شیعوں ہی کی تائید کرتے ہیں اور قوانین نحویہ و تبادر اذہان کا مقابلہ سوائے آیت قرآنی و احادیث نبوی اور کسی طرح کسی امر کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا ۔ خصوصاً اُس مقام میں جہاں تبادر اذہان و قوانین نحویہ کا موید قول رسول ہی موجود ہو ۔ المختصر مخالفین مسح الرجلین کو شرم کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ

ان کے پاس غسل الرجلین کے دعوے میں مخالفت اہل بیت رسولؐ خدا کے سوا اور کوئی دلیل کافی موجود نہیں۔ کیونکہ قرآن میں بھی بظاہر مسح الرجلین ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر بفرض محال مراد خداوند تعالےٰ کی اس آیت میں خلاف ظاہر پر ہوتی اور غسل الرجلین ہی مراد ہوتا۔ تو رسولؐ خدا جو کلام خدا کے مفسر ہیں اس آیت کی تفسیر میں ظاہر کر دیتے۔ کہ رجلین معطوف ہے یدیہ پر نہ رؤسس پر۔ بخلاف اسکے رسول خدا نے بھی اس حدیث میں جس میں ہماری بحث ہے۔ الفاظ قرآنیہ کی طرح وہی کلمات ارشاد فرمائے جن سے مسح الرجلین ہی ثابت ہوتا ہے۔ کیا معاذ اللہ پیغمبرؐ خدا کو محشی مذکور جتنی بھی سمجھ نہیں تھی۔ کیونکہ جیسے محشی مذکور نے اس حدیث کے معنے متبادری کو غیر صحیح سمجھکر اوس پر ریمارک دے کر اپنی قوم کو غلطی سے بچایا ہے۔ ویسے ہی اگر رسولؐ خدا کو معاذ اللہ غسل الرجلین منظور ہوتا تو آیت الوضوء میں اپنی امت کو خلاف ظاہر سے بچانے کے لئے اپنی طرف سے نوٹ کر دیتے۔ اور فرما دیتے۔ کہ رجلین معطوف ہے یدیہ پر نہ رؤس پر جیسے ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ فافہم وتدبر ولا تکن من الممترین۔ میرا دعوےٰ ہے کہ آیت الوضوء میں مسح الرجلین ہی مراد ہے۔ خواہ ارجلکم کے لام پر جر ہو یا نصب۔ اور اس دعوے کی دلیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دلیل

لفظ ارجلکم اہل قرائت میں دو قرائت کے ساتھ مشہور ہے ابن کثیر

حمزہ - ابو عمر - عاصم - روائیت ابو بکر میں ارجل کو مجرور ساتھ کسرہ لام کے پڑھتے ہیں - اور نافع و ابن عامر اور کسائی روائیت حفص میں ارجل کو منصوب ساتھ فتح لام کے پڑھتے ہیں -

لیکن قرأت جر ارجل پس بنا بر عطف رؤس کے ہے - اور اس صورت میں دلالت کرنا آیت کا وجوب مسح الرجلین پر ظاہر اور واضح ہے - اس واسطے کہ حکم معطوف اور معطوف علیہ کا ایک ہی ہوتا ہے - لیکن قرأت نصب ارجل پس وہ بھی موجب مسح کا ہے - کیونکہ اس صورت میں برؤسکم محل نصب میں ہے اس واسطے کہ مفعول بہ غیر صریح امسحوا کا واقع ہوا ہے - اور نصب ارجل بباعث معطوف ہونے اوس کے محل رؤس پر ہے - اگر کوئی کہے - کہ جیسے جائز ہے کہ ارجل اس صورت میں معمول امسحوا کا قرار دیا جاوے - ویسے ہی جائز ہے - کہ معمول اغسلوا قرار دیا جاوے - اور پیروں کا غسل ثابت ہو جاوے - جواب میں کہا جاوے گا - کہ اپنے مقام میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب دو عامل معمول واحد پر جمع ہو جاویں - تو معمول کو عامل اقرب کے ذیل میں شامل کرنا اولیٰ ہے - پس واجب ہے کہ عامل نصب ارجلکم میں امسحوا کو قرار دے کر مسح الرجلین سے کام لیا جاوے - پس ثابت ہوا ہے - کہ قرأت نصب ارجل بھی موجب مسح کا ہے - اگر کوئی شخص جر ارجل کو جر جوار پر محمول کرے اور مسح الرجلین سے مونہہ پھیرے - تو اوس کو کہا جاوے گا کہ کتاب مغنی اللبیب میں جر جوار کا انکار ہے - وہذا عبارتہ انکر السیرافی

وابن جنی الخفض بالجوار یعنی سیرافی اور ابن جنی جر جوار کے منکر ہیں - اور مغنی اللبیب میں جر جوار کی بحث میں اس طرح پر وارد ہے والذی علیہ المعمول ان خفض الجوار یکون فی النعت قلیلاً وفی التاکید نادراً ولا یکون فی النسق لان العاطف یمنع من التجاور انتہے -

اور عبد الرسول شرح مائۃ عامل میں اس عبارت کا ترجمہ اس طرح پر لکھا ہوا ہے -

بیت

گو قلیل اندر صفت نادر بتاکید آمدہ
ممتنع در عطف جائے لبس مقصد سیما

اور صاحب فتح القدیر اور ابو ہمام حنفی شارح ہدایہ نے ابن حاجب سے نقل کیا ہے - کہ اوس نے کہا ہے - الحمل علے الجوار لیس بجید اذلم یات فی القرآن ولا فی کلام فصیح یعنی ابن حاجب جر ارجل کو جر جوار پر حمل کرنا اچھا نہیں سمجھتے - اسواسطے کہ جر جوار قرآن اور کلام فصیح میں رائج نہیں ہے اور محی الدین عربی کہ قائل بغسل الرجلین کے فاضلوں اور دلیعل اور اعاظم عرفار میں سے ہیں - اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں ومذہبنا التخییر یعنے ہمارے نزدیک مکلف کو غسل الرجلین اور مسح القدمین میں اختیار ہے جو چاہے کرے - الخ دونوں صورتوں میں وضو کامل ہو جاتا ہے - اور اس کلمہ کے ساتھ

تھوڑے فاصلہ کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب میں فتح لام ارجل مانع مسح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہہ واؤ کبھی معیت کے لئے بھی ہوا کرتی ہے پس دلیل مسح کرنے والوں کی اس آیت میں قوی ہے۔ انتہے۔

ترجمہ عبارت الفتوحات المکیہ اور یہہ کتاب گولڑا شریف ضلع راولپنڈی میں پیر مہر علیؒ شاہ صاحب سجادہ نشین کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جس کا دل چاہے۔ دیکھ لے۔

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں عبارت ذیل اس مسئلہ کے متعلق لکھی ہوئی ہے۔ اختلف الناس فی مسح الرجلین و فی غسل ھما فنقل القفال فی تفسیرہ عن ابن عباس و انس بن مالک وعکرمۃ. الشعبی و ابی جعفر محمدؑ بن الباقر ان الواجب فیھما المسح۔

یعنے لوگوں نے مسح الرجلین وغسل القدمین میں اختلاف کیا ہے پس قفال نے اپنی تفسیر میں ابن عباس اور انس بن مالک اور عکرمۃ اور شعبی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے وجوب مسح ہی نقل کیا ہے۔ اور اس مسلک پر شیعہ امامیہ چلتے ہیں۔ المختصر ہم اپنے وعدہ کے مطابق کتب صحاح ستہ کی وہ احادیث یہاں لکھتے ہیں جو مسح الرجلین کی ہدائیت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳

عن رفاعۃ بن رافع قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جالسٌ ونحن حوله اذ دخل رجلٌ فاتى القبلة فصلے فلما صلوٰۃ جاء فسلم على رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلى القوم فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و علیک اذھب فصلِ فانک لم تصل فذهب فصلے فجعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یرمق صلوٰتہ ولا يدری مايعيب منها فلما قضى صلوٰتہ جاء فسلم على رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلى القوم فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیک اذھب فصلِ فانک لم تصل فاعادھا مرتین او ثلاثاً فقال الرجل یا رسول اللّٰہ ما عبت من صلوتی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انھا لم تتم صلوٰۃ احد کم حتے یسبغ الوضوء کما امرہ اللّٰہ عزوجل حتی یغسل وجھہ ویدیہ الی المرفقین ویمسح براسہ ورجلیہ الی الکعبین۔ انتہے۔ موضع الحاجتہ نسائی صفحہ ۱۸۳ سطر ۸ جلد اوّل کتاب الافتتاح باب الرخصتہ فی ترک الذکر فی السجود اور یہی حدیث بتفاوت یسیر ترمذی صفحہ ۴۰ سطر ۱۹ باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ ابواب الصلوٰۃ مین اور ابوداود جلد اوّل صفحہ ۱۳۲ سطر ۷ باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود کتاب الصلوٰۃ میں موجود ہے۔

ترجمہ۔ رفاعتہ بن رافع روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا

ایک روز صحابہ کے درمیان ماہ چہار دہم کی طرح رونق افروز تھے۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور متوجہ بجانب قبلہ ہوا۔ اور نماز پڑھی اوس نے۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر رسول خدا اور قوم پر سلام کیا اوس نے۔ پس کہا اوسکو رسولؐ خدا نے وعلیک جا اور نماز پڑھ اس لیے کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ پس گیا وہ اور نماز پڑہی اوس نے۔ اور کہتے تھے رسولؐ خدا نماز اوس کی نقصان دار ہے۔ اور وہ نماز کی نہیں جانتا تھا۔ کہ کیا نقصان ہے میری نماز میں پس جب کہ فارغ ہوا وہ نماز سے آیا اور سلام کیا اوس نے رسولؐ خدا اور قوم پر۔ پس کہا اوسکو رسولؐ خدا نے وعلیک جا اور نماز پڑھ۔ پس نہیں ہوئی نماز تیری۔ پس دوہرایا اُس شخص نے نماز کو دو دفعہ یا تین مرتبہ۔ پس کہا اُس شخص نے جناب رسولؐ خدا کو۔ یا رسول اللہ کیا نقصان ہے میری نماز میں۔ پس فرمایا رسولؐ خدا نے نہیں کامل ہوی نماز کسی کی جب تک کہ وضو کرے نماز پڑہنے والا۔ جیسے کہ حکم کیا ہے خدا نے وضو کا۔ پس دھوئے وہ مونہہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں سے۔ اور مسح کرے سر کا اور پیروں کا۔ انتہے۔ ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر:۔ رسولؐ خدا نے ایک شخص کو نماز میں غلطی کرتے ہوئے دیکھا اور دو تین مرتبہ اوس کو لوٹایا۔ اور فرمایا کہ جا اور نماز پڑھ۔ تیری نماز نقصان دار ہے۔ اور پھر جب کہ اوس شخص نے اپنا نقصان دریافت کیا۔ کہ یا رسولؐ اللہ میری نماز میں کیا غلطی ہے۔ تو رسولؐ خدا نے اوس کو فرمایا۔ کہ

نہیں ہوتی نماز کسی شخص کی جب تک کہ وضو کرے وہ جیسے خدا نے
قرآن میں حکم دیا ہے۔ یعنے دھوئے وہ مونہہ اور ہاتھ۔ اور مسح
کرے سر اور پیروں کا۔ اگر اوس شخص کی ارکان نماز میں
کوئی غلطی ہوتی۔ تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس شخص کے
سامنے وضو کا ذکر ہی کرتے۔ پس ذکر وضو سے معلوم ہوتا ہے
کہ اوس شخص نے خدا کے حکم کے مطابق سر اور پیروں کا مسح
نہیں کیا۔ اور قرآن میں پیروں کا مسح ہی مسح ثابت ہوتا ہے جسکو
ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ سے لکھ چکے ہیں۔
پھر بعد اس تقریر کے اگر کوئی مسح الرجلین کا انکار کرے۔ تو اوس کی
مرضی۔

عن عبد اللہ بن عمر قال تخلف عنا النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکناہ قد حضرت
صلوۃ العصر فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادانا ویل
للاعقاب من النار صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۵
سطر ۷ کتاب الطہارۃ باب غسل الرجلین اور
بخاری صفحہ ۲۳ سطر ۲ کتاب الوضوء باب غسل
الرجلین جزو اوّل۔
ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے۔ کہ ایک سفر میں

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر پہنچے ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اور تحقیق حاضر تھا وقت نماز عصر پس مسح کیا ہم نے پیروں پر پس آواز دیا ہم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عذاب ہے ٹخنوں کے لئے آگ کا انتہے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر - اس حدیث کے ذیل میں شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ از عبداللہ بن عمر آمدہ کہ صحابہ مسح مے کردند۔ پا ہائے خود را تا آنکہ امر کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باسباغ وضو و وعید فرمود بر ترک آن پس بگذاشتند و منسوخ گردید۔

اس قول سے یہہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ صحابہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیروں کا مسح کیا کرتے تھے۔ اور منسوخ ہونا اس قول کا اس حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی اس قسم کا لفظ اس حدیث میں موجود نہیں جس سے مسح الرجلین کا حکم بر طرف یا منسوخ سمجھا جاوے۔ غایت ما فی الباب لفظ ویل للاعقاب سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ کہ اعقاب کو دھونے بغیر نہ ہنے دیں۔ اسواسطے کہ اکثر مسلمان دیہاتی تھے جن کو جوتیاں میسر نہیں ہوتی تھیں۔ اور ننگے پیروں سے چلتے پھرتے تھے۔ اور اگر بعض کو جوتیاں میسر بھی ہوں۔ تو وہ اس قسم کی جوتیاں پہنتے تھے۔ جو مانع غبار آلودگی ٹخنوں کی ہو نہیں سکتی تھیں۔ اس سبب سے اور نیز حجاز کی ہوا کے باعث ان لوگوں

کے پیر پیٹ جاتے تھے - اور دوا ان کی اون لوگوں میں پنجاب ہی پر موقوف تھی - اور یہہ امر ہندوستانی کاشت کاروں میں اب بھی مشہور ہے -

اس وجہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کو ٹخنوں تک غسل پر تاکید فرمائی - اگر مرضی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی غسل الرجلین پر مائل ہوتی - تو آپ بجائے ویل للاعقاب ویل للاقدام کا حکم دیتے - فافہم وتدبر ولا تکن من الممترین -

---

پانچ تکبیر نماز جنازہ

حدیث نمبر اول

عن کثیر بن عبد اللہ عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر خمسًا - ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۴ باب ماجاء فی من کبر خمسًا -

ترجمہ :- کثیر بن عبد اللہ اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھتے تھے - ۔

غلام حیدر:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ پھر اس فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جو لوگ مکروہ سمجھتے ہیں آیا وہ تارک السنتہ ہیں یا نہیں۔

حدیث نمبر ۳

عن عبد الرحمان بن ابی لیلی قال کان زید بن ارقم یکبر علی جنائزنا اربعًا و انہ کبر علی جنازۃ خمسًا فسالتہ فقال کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یکبرھا ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۲ باب ماجاء فی من کبر خمسًا۔

ترجمہ:- عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں۔ کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں پڑھتے تھے۔ اور ایک جنازہ پر اونہوں نے پانچ تکبیریں پڑھیں۔ پس دریافت کیا میں نے اون سے اس امر کو۔ فرمایا اونہوں نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑہی ہیں۔ اور یہہ حدیث نسائی جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ سطر ۲۲ کتاب الجنائز عدد التکبیر علی الجنازۃ میں اور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۳۱۰ سطر ۳ کتاب الجنائز اور ابو داؤد جلد دویم صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲ کتاب الجنائز باب التکبیر علی الجنازۃ میں اور ترمذی جلد اوّل صفحہ ۱۲۹ سطر ۱۸ باب ماجاء فی التکبیر علی الجنازۃ ابواب الجنائز

میں موجود ہے۔ اور جامع ترمذی نے اسی حدیث کے ذیل میں
اس طرح پر ریمارک دیا ہے۔

قال ابو عیسی حدیث زید بن ارقم حدیث حسن
صحیح و قد ذهب بعض اهل العلم الی هذا من اصحاب
النبی صلی الله علیه و سلم و غیرهم راو التکبیر علی الجنازة
خمسًا و قال احمد و اسحاق اذا کبر الامام علی الجنازه
خمسًا فانه یتبع الامام ۔

ترجمانی :- کہا ابو عیسی نے حدیث زید بن ارقم حدیث حسن صحیح
ہے۔ اور تحقیق گئے ہیں بعض اہل علم طرف اسی کے یعنے حدیث
زید بن ارقم کے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
غیر اون سے اور پانچ تکبیروں ہی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور کہا
احمد اور اسحاق نے جب کہ امام جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھے پس تحقیق
تابعداری کی جاوے۔ اوس کی انتہے۔

غلام حیدر :- اس حدیث اور جامع ترمذی کے ریمارک
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنازہ پر رسول خدا کی موجودگی میں اور
بعد از فوتیدگی کے صحابۂ آنحضرت پانچ تکبیریں پڑھتے تھے۔ بلکہ
بعض کا یہی مسلک تھا۔ اب اگر کوئی معاند رسول پانچ تکبیریں
پڑھنے والوں پر انگشت نمائی سے کام لے۔ تو وہ معلم الملکوت
سے کم نہ سمجھا جاوے گا۔

جمع الصلوٰتین

دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا

حدیث نمبر اوّل

عن ابن عباس قال صلی النبی صلی اللہ علیہ و سلم سبعاً جمیعاً و ثمانیاً جمیعاً صحیح البخاری صفحہ ۷۹ مطبع ۱۵ کتاب مواقیت الصلوۃ باب وقت المغرب مجری و التصویم :-

ترجمہ :- ابن عباس روایت کرتے ہیں - کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء اور شام کی نماز کو اور ظہر و عصر کی نماز کو جمع کر کے ادا فرمایا۔

علامہ حیدری :- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - کہ نماز مغرب و عشاء اور نماز عصر و ظہر کو جمع کر کے ادا کرنا سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے - پس اس امر کے انکار کرنے والے منکر سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متصف کیا جا سکتا

ہے۔ اور عذر خوف وغیرہ وذالک حدیث مندرجہ ذیل سے برطرف ہو جاتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

عن ابن عباس قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظہر و العصر و المغرب و العشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر وفی حدیث وکیع قال قلت لا بن عباس لم فعل ذالک قال کیلا یحرج امتہ وفی حدیث ابی معویۃ قیل لا بن عباس ما اراد الی ذالک قال اراد ان لا یحرج امتہ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۴۶ سطر ۱۰ کتاب صلوۃ المسافرین باب جواز جمع الصلوتین اور یہی حدیث نسائی جلد اوّل صفحہ ۱۰۷ سطر ۵ کتاب المواقیت الجمع بین الصلوتین فی الحضر۔ اور ترمذی جلد اوّل صفحہ ۲۶ سطر ۱ باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین ابواب الصلوۃ اور ابو داود جلد اوّل صفحہ

سطر ۱۵ باب جمع بین الصلوتین کتاب الصلوۃ میں موجود ہے۔

ترجمہ:۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ جمع کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کو اور مغرب وعشاء کو مدینہ میں سوائے عذر خوف اور بارش کے اور حدیث وکیع میں ہے۔ کہ دریافت کیا میں نے ابن عباس سے کیوں ایسا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہا ابن عباس نے تاکہ اُمت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر حرج نہ ہو۔ اور حدیث ابومعویتہ میں ہے۔ کہ کہا گیا ابن عباس کو۔ کہ کیا غرض تھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اس فعل میں۔ کہا ابن عباس نے ارادہ کیا رسول خدا نے اس فعل میں آسانی کا واسطے امت کے انتہے ترجمۃ الحدیث۔

غلام حیدر۔ یہ حدیث کتب صحاح ستہ میں مندرج ہے اور جمع الصلوتین کو بغیر عذر فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قرار دے رہی ہے۔ پس منکرین حدیث ھذا کو شرم سے کام لینا ضروری ہے۔ وما علینا الا البلاغ ہو

حررہ

غلام حیدر از اسٹیشن ریلوے نواب شاہ مکان سید بہاول شاہ صاحب عفی عنہ۔

مسئلۃ اللعن

فرقہ امامیہ کثرہم اللہ معاندین خاندان رسول و مبغضین اولاد بتول پر لعنت دیتا ہے۔ اور فرقہ سنیہ جو کہ سلطنت معاویہ خارجی کی بقول سیوطی و ابن حجر مکی! وگار ہے۔ اس امر میں اُن کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ امامی المذہبوں کے اس فعل کو مختلف لفظوں میں تعبیر کر کے خلق خدا کو دھوکہ دیتا ہے۔ چنانچہ کبھی تو سیفی المسلک گویا ہوتے ہیں۔ کہ شیعہ صحابۂ رسول خدا کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور کبھی کچھ۔ اور گاہے کچھ بیان کرتے ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ کو قدرے بسط کے ساتھ لکھ کر شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ ذکی الطبع میری اس تقریر کو ملاحظہ فرما کر فائدہ اوٹھائیں گے۔

چونکہ لفظ لعن عربی ہے۔ اس لئے اُس کا معنے کسی عربی معتبر لغت میں دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ حق کے متلاشیوں کو معلوم ہو۔ کہ آیا یہہ لفظ سب وشتم میں داخل ہے یا الگ۔ پس قاموس اللغات میں جو علم لغت عربی کی معتبر کتاب ہے لفظ لعن کا اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے۔ لعنہ لعنًا طردہ و ابعدہ یعنے دور کرنا۔ اور دور کرنا وہ لفظ ہے جسکو کسی ملک سے کسی زبان

کسی مذہب میں سب بِشتم میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔
علاوہ اس کے اثنا عشری المذہبوں کا دعوے ہے
کہ لعنت سب و شتم میں داخل نہیں۔ اور اس دعوے کی
دلیل اس طرح بیان کرتے ہیں۔
خداوند عالم و موجد بنی آدم اپنی کتاب مجید و فرقان حمید
مین بیان فرماتے ہیں۔
ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا
اللہ عدواً بغیر علم۔
ترجمہ:۔ نہ گالیاں دو تم اون لوگوں کو جو خدا کے سواء
اوروں کو یاد کرتے ہیں۔ اگر تم نے اون کو گالیاں دیں۔ تو
وہ خدا کو گالیاں دیں گے عداوت سے بغیر سوچنے اور سمجھنے کے۔
خداوند عالم اپنی مخلوق کو بت پرستوں اور مشرکوں کی دشنام
دہی سے روکتا ہے۔ پس کب جائز ہے کہ جس فعل سے خداوند
تعالےٰ منع کرے۔ اس فعل کا معاذ اللہ خود مرتکب ہو۔
حال آنکہ خداوند تعالےٰ نے یہودیوں کو اسی فعل کے ذریعہ ڈانٹا
اور فرمایا۔
اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم
تتلون الکتاب افلا تعقلون۔
ترجمہ:۔ آیا حکم دیتے ہو تم لوگوں کو نیکی کا اور بہلاتے
ہو تم اپنی جانوں کو نیکی سے حال آنکہ پڑھتے ہو تم کتاب کو پس
کیوں نہیں سمجھتے ہو تم۔ پس اگر لعنت دشنام میں داخل

ہوتی - تو خداوند تعالے اپنی کتاب کو اس لفظ سے ہرگز ہرگز مملو نہ فرماتا - حال آنکہ قرآن مجید میں جا بجا لعنۃ اللہ علی الظالمین لعنۃ اللہ علی الکافرین موجود ہے - بلکہ قرآن مجید کے دوسرے پارہ میں خداوند تعالے نے اس طرح فرمایا ہے -

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات و الھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب اولائک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون

ترجمہ :- تحقیق وہ لوگ جو ہماری طرف کی نازل شدہ ہدایت کی دلیلوں کو چھپاتے ہیں - بعد اس کے کہ بیان کیا ہم نے اون دلیلوں کو لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں - ان لوگوں پر خدا اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں - اب ہر ایک انصاف پسند اپنے وجدان سلیم سے کام لے - اور سمجھے کہ لعنت کرنیوالے کون لوگ ہیں - جن کو خدا نے اپنی معیت میں اس فعل خاص میں شامل فرمایا - علاوہ اس کے صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵ سطر ۲۴ - کتاب التفسیر باب لیس لک من الامر شیٔ سورہ آل عمران جزو بیستم میں لکھا ہوا ہے -

عن الزھری قال حدثنی سالم عن ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا رفع راسہ من الرکوع فی الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد۔

ترجمہ:- راوی نے رسول خدا کو دوسرے رکعت کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد نماز فجر میں پڑھتے ہوئے سُنا - کہ آنحضرت فرماتے تھے اے پروردگار لعنت نازل کر تو فلانے فلانے فلانے پر - ناظرین خداوند عالم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو انک لعلی خلق عظیم کے ساتھ متصف کیا ہے - پس اگر لعنت دشنام میں داخل ہوتی - تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس کلمہ کو ہرگز تلفظ نہ فرماتے - پس آپ کا کلمۂ لعنت کو تلفظ فرمانا اور حالت نماز میں تلفظ فرمانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ لعنت من جملہ عبادات مفروضہ ہے - فافہم وتدبر -

اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کافروں پر لعنت کرنا صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۲۳۷ سطر ۱۱ کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ میں اور نسائی جلد اوّل صفحہ ۱۶۷ سطر ۱۴ کتاب الافتتاح باب لعن المنافقین فی القنوت میں موجود ہے - دیکھو اور سوچو -

---

تنبیہ

معاویہ شاہی یو تراجیوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں - اور کہتے ہیں - سب الصحابۃ کفر یعنے صحابہ کو گالیاں دینا کفر ہے -

میں کہتا ہوں - کہ اگر سب الصحابۃ کفر والا جزئیہ صحیح ہے - تو یہ معاویہ پرست اپنے رسول پر کیوں اس جزئیہ کو منطبق نہیں فرماتے حال آنکہ صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۷۸ سطر ۱۳ سے میں نقل کر چکا ہوں - کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو عین بتوک پر گالیاں نکالیں - اور پھر معاویہ خارجی پر کیوں فتوائے کفر نہیں ٹھوکا جاتا - حال آنکہ وہ بالاعلان جناب امیر علی مرتضے کو گالیاں دیتا اور دلواتا تھا جیسا کہ میں ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۱۴ اور صحیح مسلم جلد دویم صفحہ ۲۷۸ سے نقل کر چکا ہوں - اور پھر یزید پلید کو کیوں کفر سے بچایا جاتا ہے - حال آنکہ اس نے حسین علی سید الشہداء کو مع خویش و اقارب ناجائز طور پر قتل کرایا حال آنکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر - اور سب الصحابۃ کفر خارجیوں کا مصنوعی جزئیہ ہے - کتب معتبرہ میں اس کا کوئی نشان نہیں بفرض محال اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم اس جزئیہ کو صحیح بھی مان لیں - تو بھی اثنا عشری المذہبوں کے لئے مفید ہے - کیونکہ اثنا عشری المذہب نہ صحابہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہتے ہیں نہ گالیاں دیتے ہیں - اگر برا کہتے ہیں - تو منافقوں کو اور منافق وہی لوگ ہیں - جو علی مرتضے کو برا سمجھتے ہیں - اور دن سے بغض کرتے ہیں مثل معاویہ و خلفائے جور غاصبین فدک و دیگر و طلحہ و زبیر و عائشہ وغیرہ ذالک جنہوں نے علی مرتضے کے ساتھ جنگ کر کے کفر کے نقاب سے مونہہ چھپایا -

نوٹ:- جو صاحب اس کتاب کے جواب لکھنے کا ارادہ فرمادیں - اون کی خدمت میں التماس ہے۔- کہ وہ اس کتاب کے جواب لکھنے میں حوصلہ سے کام لیں - اور نہایت اطمینان سے اس کا جواب لکھیں -کیونکہ اس کتاب کے جواب لکھنے والے کے لئے ہم نے مبلغ پانچ سو⁵⁰⁰ روپیہ انگریزی سید بہادل شاہ صاحب زمیندار ساکن سٹیشن ریلوے نواب شاہ ضلع سندھ حیدرآباد کے پاس بغرض انعام جمع رکھا ہوا ہے - جواب باثواب لکھ کر وہ روپیہ وصول کرنے کے حقدار ہیں - بلکہ جواب لکھنے والے بزرگ ان روپیہ کی نسبت پہلے اپنی تسلی کرلیں - پھر قلم اوٹھائیں

محررہ

سید احمد شاہ موسوی المشہدی

تلمیذ

سید نجم الحسن صاحب قبلہ لکھنوی متوطن حسن ابدال ضلع اٹک

جملہ فرمایشات بنام
سید شمشاد علی و سید امداد علی تاجران کتب
چوک سبزی منڈی لکھنؤ ہونی چاہیے

اعلان واجب الاذعان

یہ کتاب مولوی عبد الاحد صاحب خانپوری ساکن حال
[illegible] رقہ کے مقابلہ میں شایع ہوئی ہے۔
[illegible] کر تردید میں لکھکر اور
اپنے مذہب کے ۲۶ ہمنحیا [illegible] ۱۹۰۶ء میں شہر
راولپنڈی اور دیگر مقامات میں شایع کیا تھا۔ پس اب میں بذریعہ
اعلان ہذا مولوی عبد الاحد صاحب [illegible] کو خصوصًا اور باقی [illegible]
کرنے والے [illegible] بزرگوں یعنے پیر مہر علی [illegible]
گولڑوی اور [illegible] صاحب گنج مکرانی امام جامع مسجد
اور مولوی ہدایت اللہ صاحب امام مسجد سوداگران صدر بازار
راولپنڈی وغیرہ ذالک کو اس کتاب کے جواب لکھنے پر توجہ
دلاکر مبلغ پانچ سو روپیہ انگریزی کا بطور انعام وعدہ کرتا ہوں
چنانچہ رقم مذکور بغرض انعام ایک معتبر زمیندار کے پاس جمع ہے۔
دیکھو صفحہ اخیر تبصرۃ المتقین فی تخطیۃ المبتدعین ؂

المشتہر

غلام محمد عفی عنہ

از شہر راولپنڈی